انصار اللہ
ناروے
۲۰۱۳ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انصاراللہ ناروے

۲۰۱۳ء

۱۴۳۵ ہجری

نگران اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ ناروے — مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب

صدر مجلس انصاراللہ ناروے — مکرم رائے عبدالقدیر صاحب

مدیر — مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب

مجلس ادارت — مکرم سیّد کمال یوسف صاحب ، مکرم مبارک احمد شاہ صاحب
مکرم قاضی منیر احمد صاحب۔

نظر ثانی — مکرم شاہد محمود کاہلوں، مربی سلسلہ احمدیہ ناروے

تقسیم — مکرم جاوید اقبال صاحب

Baitul Nasr, Søren bullsvei 1, 1051 Oslo Tel; 22447188

ansar.no

فہرست مضامین	صفحہ نمبر	فہرست مضامین	صفحہ نمبر
القرآن	3	رپورٹ سالانہ کارکردگی مجلس انصاراللہ	28
حدیث	4	اراکین مجلس عاملہ وزعماء مجالس انصاراللہ ناروے ۲۰۱۴ء۔	31
ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعودؑ	6	لائحہ عمل ۲۰۱۴ و تعلیمی نصاب انصاراللہ	33,34
اداریہ	9	نظم	35
پاکیزہ منظوم کلام اردو	13	"ام الصفات"	36
ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ	14	غزل	42
ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ	19	دعوت الی اللہ اور ہماری ذمہ داریاں	43
رپورٹ سالانہ اجتماع مجلس انصااللہ ناروے	22	انتخاب	47
رپورٹ مجلس شوریٰ مجلس انصاراللہ ۲۰۱۳	24	نارویجین حصہ	51-60

ansar.no

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ
نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ
فِیۡ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّہَا کَوۡکَبٌ
دُرِّیٌّ یُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیۡتُوۡنَۃٍ
لَّا شَرۡقِیَّۃٍ وَّ لَا غَرۡبِیَّۃٍ ۙ یَّکَادُ زَیۡتُہَا
یُضِیۡٓءُ وَ لَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡہُ نَارٌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰی
نُوۡرٍ ؕ یَہۡدِی اللّٰہُ لِنُوۡرِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ
وَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰہُ
بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿ۙ۳۶﴾

ترجمہ از حضرت مرزا طاہر احمد صاحب رحؒ خلیفۃ المسیح الرابع

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو۔ وہ چراغ شیشے کے شمع دان میں ہو۔ وہ شیشہ ایسا ہو گویا ایک چمکتا ہوا روشن ستارہ ہے۔ وہ (چراغ) زیتون کے ایسے مبارک درخت سے روشن کیا گیا ہو جو نہ مشرقی ہو اور نہ مغربی۔ اس (درخت) کا تیل ایسا ہے کہ قریب ہے کہ وہ از خود بھڑک کر روشن ہو جائے خواہ اسے آگ کا شعلہ نہ بھی چھوا ہو۔ یہ نور علیٰ نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا دائمی علم رکھنے والا ہے۔

ansar

صفات باری تعالیٰ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

باستثنائے اسم ذات اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، جو زندگی میں ان کو مد نظر رکھے گا اور ان کا مظہر بننے کی کوشش کرے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ یہ نام آنحضرت ﷺ نے اس طرح گنے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بن مانگے دینے والا ہے، بار بار رحم کرنے والا، بادشاہ، ہر قسم کے نقائص سے پاک اور منزہ، تمام آفات سے بچانے والا، امن دینے والا، نگہبان، غالب، نقصان کی تلافی کرنے والا، کبریائی والا، پیدا کرنے والا، نیست سے ہست کرنے والا، صورت گری کرنے والا، ڈھانپنے اور پردہ پوشی کرنے والا، مکمل غلبہ رکھنے والا، بے دریغ عطا کرنے والا، روزی رساں، مشکل کشا، سب کچھ جاننے والا، روک لینے والا، کشادگی پیدا کرنے والا، پست کرنے والا، بالا کرنے والا، عزت دینے والا، ذلت دینے والا، سننے والا، دیکھنے والا، فیصلہ دینے والا، عدل کرنے والا، باریک بین، باخبر، حلم والا، عظمت والا، خطا پوش، قدردان، بلند مرتبہ، بڑی شان والا، نگرانی کرنے والا، سب کا محافظ، حساب کتاب لینے والا، جلالت شان والا، صاحب کرم و کرامت، نگہبان، قبول کرنے والا، وسعت والا، حکمت والا، بڑا محبت کرنے والا، بزرگی والا، دوبارہ زندگی دینے والا، ہمہ بین، ہر کمال کا دائمی اہل، کفایت کرنے والا، صاحب قوت، صاحب قدر، مددگار، لائق حمد، شمار کنندہ، اول آفرینندہ، باز آفرینندہ، زندگی بخشنے والا، موت دینے والا، زندہ جاوید، قائم بالذات، بے نیاز، صاحب بزرگی، یکتا، یگانہ، مستغنی، قدرت والا، صاحب اقتدار، آگے بڑھنے والا، پیچھے ہٹانے والا، پہلا، آخری، عیاں، نہاں، مالک

متصرف، بلند و بالا، نیکوں کی قدر کرنے والا، توجہ قبول کرنے والا، انتقام لینے والا، معاف کرنے والا، نرم سلوک کرنے والا، بادشاہت کا مالک، عظمت و کرامت والا، انصاف کرنے والا، یکجا کرنے والا، بے نیاز، بے نیاز کرنے والا، روکنے والا، ضرر کا مالک، نفع دینے والا، نور ہی نور، ہدائت دینے والا، نئی سے نئی ایجاد کرنے والا، صاحب بقاء، اصل مالک، راہنما، سزا دینے میں دھیما۔

(جامع ترمذی ابواب الدعوات جلد نمبر ۲ صفحہ ۶۸۱)

حضرت مرزا بشیر الدین خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں "حفظ کے معنے محفوظ کرنے کے ہیں اور ضائع نہ کرنے کے۔ اس لئے حدیث کا یہ مطلب ہے کہ جب انسان خدا کی صفت غفاری کا لفظ سنے تو اسے ضائع نہ ہونے دے بلکہ اپنے اندر اس کے مفہوم کو پیدا کرلے۔ اسی طرح جب رحمٰن کی صفت سنے تو اس صفت کو اپنے اندر محفوظ کرلے۔ ورنہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو خدا کے ننانوے نام یاد کرلے وہ جنت میں چلا جائے گا کیونکہ اس طرح تو جنت ایک کھیل بن جاتا ہے۔ پس حق یہی ہے کہ حفظ کے معنے محفوظ کرلینے اور باہر نہ نکلنے دینے کے ہیں اور اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان سبحان، قدیر، رحمٰن، رحیم وغیرہ بن جائے ۔اور وہ انسان جو اپنے اندر خدا تعالیٰ کی ننانوے صفتیں پیدا کرلے گا وہ جنت میں نہ جائے گا تو پھر اور کون جائے گا۔

جب اس بات کا پتہ لگ جائے کہ انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرسکتا ہے تو عالم ہی بدل جاتا ہے۔ پہلے تو یہی سوال تھا کہ خدا ہے یا نہیں؟ اور اگر ہے تو اس کی کیا صفات ہیں؟ جب صفات کا پتہ لگا تو ان پر غور کیا کہ ان کا ہم پر کیا اور کس طرح اثر پڑتا ہے؟ پھر جب معلوم ہوا کہ وہ نہایت وسیع ہیں اور پھر یہ معلوم ہوا کہ وہ صفات میرے اندر آسکتی ہیں اور اس طرح خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو سکتا ہے تو اس مقام پر انسان کے خیالات میں عجیب تغیر پیدا ہو جائے گا۔"

(ہستی باری تعالیٰ ص ۱۴۷-۱۴۸)

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

" خدا تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ ہے اور اللہ اس ذات کا نام ہے جس کی تمام خوبیاں حسن واحسان کے کمال کے نقطہ پر پہنچی ہوئی ہوں اور کوئی منقصت اس کی ذات میں نہ ہو۔ قرآن شریف میں تمام صفات کا موصوف صرف اللہ کے اسم کو ہی ٹھہرایا گیا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اللہ کا اسم تب متحقق ہوتا ہے کہ جب تمام صفات کاملہ اس میں پائی جائیں" (ایام الصلح۔ روحانی خزائن ج ۱۴، ص ۲۴۷)

سورت فاتحہ میں بیان کی گئی صفات باری تعالیٰ سے استفادہ کرنے کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

" پھر اس سورت میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ اس کے مطابق اثر دکھاتی ہیں جتنا بندہ کو ان پر ایمان ہو۔ اور جب کوئی عارف خدا تعالیٰ کی صفات میں سے کسی صفت کی طرف توجہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اپنی روحانی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے اور اس پر ایمان لے آتا ہے پھر ایمان لے آتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ایمان میں فنا ہو جاتا ہے تو اس صفت کی روحانی تاثیر اس کے دل میں داخل ہو جاتی ہے اور اس پر قبضہ کر لیتی ہے۔ تب سالک مشاہدہ کرتا ہے کہ اس کا سینہ غیر اللہ کی محبت سے خالی ہے اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہے اور اس کی زندگی محسن خدا کی یاد کی وجہ سے نہایت خوشگوار بن گئی ہے پس وہ ہر لحاظ سے خوش و خرم ہو جاتا ہے پھر اس پر اس صفت کی مزید تجلی ہوتی ہے اور وہ اس پر چھا جاتی ہے یہاں تک کہ ایسے بندہ کا دل اس صفت کا عرش بن جاتا ہے اور نفسانیت کا رنگ بالکل ڈھل جانے اور بندہ کے فانی فی اللہ ہونے کے بعد اس کا دل اس صفت کے رنگ میں خوب رنگین ہو جاتا ہے۔" (ترجمہ از کرامات الصادقین ص ۸۳۔ ۸۴)

" اسلام کا خدا وہی سچا خدا ہے جو آئینہ قانون قدرت اور صحیفہ فطرت سے نظر آ رہا ہے۔ اسلام نے کوئی نیا خدا پیش نہیں کیا۔ بلکہ وہی خدا پیش کیا ہے جو انسان کا نور قلب اور انسان کا کانشنس اور زمین اور آسمان پیش کر رہا ہے" (تبلیغ رسالت جلد ششم ص ۱۵)

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں: " خدا شناسی کی طرف قدم جلد اٹھانا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کا مزا اسے آتا ہے جو اسے شناخت کر لے اور جو اس کی طرف صدق و وفا سے قدم نہیں اٹھاتا اس کی دعا کھلے طور پر قبول نہیں ہوتی۔ اور کوئی نہ کوئی حصہ تاریکی کا اسے لگا رہتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی طرف ذرا سی حرکت کرو گے تو وہ اس

سے زیادہ تمہاری طرف حرکت کرے گا۔ لیکن اوّل تمہاری طرف سے حرکت کا ہونا ضروری ہے۔۔۔۔

بعض لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے سب نیکیاں کیں، نماز بھی پڑھی، روزے بھی رکھے، صدقہ خیرات بھی دیا، مجاہدہ بھی کیا مگر ہمیں وصول کچھ نہیں ہوا۔ تو ایسے لوگ شقی ازلی ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ انہوں نے سب اعمال خدا تعالیٰ کے لئے کئے ہوتے ہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کے لئے کوئی فعل کیا جاوے تو ممکن نہیں کہ وہ ضائع ہو اور خدا تعالیٰ اس کا اجر اسی زندگی میں نہ دیوے۔"

(ملفوظات ج ۳ ص ۴۹۴۔۴۹۵ ایڈیشن ۲۰۰۳ مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں: " مذہب کی جڑ خدا شناسی اور معرفت نعمائے الٰہی ہے اور اس کی شاخیں اعمال اور اس کے پھول اخلاق فاضلہ ہیں اور اس کا پھل برکات روحانیہ اور نہایت لطیف محبت ہے جو ربّ اور اور اس کے بندہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس پھل سے متمتع ہونا روحانی تقدس و پاکیزگی کا ثمر ہے۔ کمالیت محبت، کمالیت معرفت سے پیدا ہوتی ہے اور عشق الٰہی بقدر معرفت جوش مارتا ہے اور جب محبت ذاتیہ پیدا ہو جاتی ہے تو وہی دن نئی پیدائش کا پہلا دن ہوتا ہے اور وہی ساعت نئے عالم کی پہلی ساعت ہوتی ہے"

(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن ج ۲ ص ۲۸۱)

پھر آپ فرماتے ہیں: " خدا ایک موتی ہے اس کی معرفت کے بعد انسان دنیاوی اشیاء کو ایسی حقارت اور ذلّت سے دیکھتا ہے کہ اس کے دیکھنے کے لئے بھی اسے طبیعت پر جبر اور اکراہ کرنا پڑتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی معرفت چاہو اور اس کی طرف ہی قدم اٹھاؤ کہ اسی میں کامیابی ہے"

(ملفوظات ج ا ص ۹۲ ایڈیشن ۲۰۰۳ مطبوعہ ربوہ)

یَا رزاقُ - یَا رحمٰنُ - یَا وہاب

"یَا بَدِیعُ العَجَائِبِ بِا الخَیرِ یَا بَدِیعُ"

Ehd Madjlis Ansarullah

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ط

"میں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کیلئے انشاءاللہ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کیلئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔"

Jeg lover høytidelig at jeg skal strebe for å styrke og utbre Ahmadiyyat i Islam, og forsvare kalifatets institusjon til mitt siste åndedrag. For dette formålet vil jeg også være beredt til å yte det aller største offer. Dessuten vil jeg fortsette å innstendig be mitt avkom å alltid holde fast ved kalifatet.

Insha-Allah

نوٹ: عہد میں حضور ایدہ اللہ کی منظوری سے "اسلام اور احمدیت" کو " اسلام احمدیت" سے بدلا گیا ہے۔ نارویجین ترجمہ مین کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

"یہ نسخہ بھی آزما"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ پر یقین کے بعد اس کی عبادت کا حق ادا کرنا ضروری ہے۔ انسانی پیدائش کا مقصد اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کر کے اسکی عبادت کرنا ہے۔ عبادت کا حق ادا کرنا صفات باری تعالیٰ کو جانے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الاعراف آیت ۱۸۱ میں فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٨١﴾

ترجمہ: اور اللہ ہی کے سب خوبصورت نام ہیں۔ پس اُسے ان (ناموں) سے پکارا کرو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں کے بارہ میں کج روی سے کام لیتے ہیں۔ جو کچھ وہ کرتے رہے اس کی انہیں ضرور جزا دی جائے گی۔

پھر اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ آیت ۱۳۹ میں فرماتا ہے:

صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً ۡ وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ﴿١٣٩﴾

اللہ کا رنگ پکڑو۔ اور رنگ میں اللہ سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

خدا تعالیٰ کا رنگ اپنے اوپر چڑھانے کے لئے اس کا عرفان حاصل کرنا ضروری ہے اور عرفان الٰہی اس کی صفات کو جاننے اور ان پر غور کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر جب بندہ اپنے رب کو پکارتا ہے تو وہ اسکی پکار کا جواب دیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرہ آیت ۱۸۷ میں فرماتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

ترجمہ: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

آپ ﷺ نے ایک دفعہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ انسان نوافل کے ذریعہ مجھ سے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے کہ وہ سنتا ہے اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کا اٹھنا انسان کو اللہ تعالیٰ کے کتنا قریب کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"کمال عبد انسان کا یہی ہے کہ تخلقو ا باخلاق اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جاوے اور جب تک اس مرتبہ تک نہ پہنچ جاوے نہ تھکے نہ ہارے اس کے بعد خود ایک کشش اور جذب پیدا ہو جاتی ہے جو عبادت الٰہی کی طرف اسے لے جاتی ہے اور وہ حالت سجدہ اس پر وارد ہو جاتی ہے جو یفعلون ما یومرون کی ہوتی ہے" (ملفوظات ج۲ ص۱۳۳)

"ہمارے خدا میں بے شمار عجائبات ہیں مگر وہی دیکھتے ہیں جو صدق اور وفا سے اس کے ہو گئے ہیں وہ غیروں پر جو اس کی قدرت پر یقین نہیں رکھتے اور اس کے صادق و وفادار نہیں وہ عجائبات ظاہر نہیں کرتا۔ کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا۔ اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محروموں! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں؟ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں؟ اور کس دوا سے میں علاج کروں تاکہ سننے کے لئے لوگوں کے

کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوگے اور خدا تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہوگے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔۔۔۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مدد گار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں"

(کشتی نوح روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۲۱، ۲۲)

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے روحانی فرزند جلیل حضرت مسیح موعودؑ نے بھی فرمایا ہے کہ پکارنے والا جب کسی صفت کے ذکر سے رب کو پکارتا ہے تو گویا وہ صفت اہتزاز کرتی ہے اور عالم میں تصرف کیا جاتا ہے مناسب اسباب پیدا کئے جاتے ہیں تا بمطابق دعا وجود پذیر ہو ان امور کو مد نظر رکھنے سے بہت سے روحانی فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان فیوض کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں: " درحقیقت صفات الٰہیہ کو ماننے والا ایک وسیع پلیٹ فارم پر کھڑا ہوتا ہے اور ساری دنیا اس کی نظروں میں حقیر ہوتی ہے۔ مثلاً جو شخص خدا تعالیٰ کی صفت قدرت پر یقین رکھتا ہے وہ یہ بھی یقین رکھے گا کہ خدا نے ہر چیز کے اندازے اور قوائد مقرر کئے ہوئے ہیں۔ یہ سمجھ کر وہ سارے بیہودہ ٹونے ٹوٹکوں سے بچ جائے گا کیونکہ اسے معلوم ہو گا کہ یہ باتیں اثر نہیں رکھتیں اور بیہودہ ہیں۔ اس طرح وہ سارے شکوک اور شبہات سے پاک ہو جائے گا۔ اسی طرح خدا کی رب العالمین صفت ہے اس کے ماتحت ایک مومن اسی دنیا کو سب کچھ نہیں سمجھ سکتا بلکہ یہ بھی یقین رکھتا ہے کہ یہ دنیا خدا کے ان گنت عالموں میں سے ایک ہے اس کے سوا اور بھی عالم ہیں اور اس بناء پر وہ یقین رکھے گا کہ علم ہیئت کی ترقی کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔ انسان چاہتا ہے کہ اسے عزت حاصل ہو اور ادھر دیکھتا ہے کہ خدا کا ایک نام معزّ ہے۔ اس لئے وہ سمجھتا ہے کہ ادھر ادھر جانے کی کیا ضرورت ہے اس کو کیوں نہ کہوں کہ اے معزّ! مجھے عزت دے۔ پھر انسان کو رزق کی ضرورت ہوتی ہے اور خدا رازق ہے۔ جو اسکی اس صفت سے واقف ہے وہ بجائے ادھر ادھر دھکے کھانے کے اسی کے حضور میں کہے گا کہ اے رازق! مجھے رزق دے۔ یا پھر کبھی ہم مصائب اور مشکلات میں مبتلاء ہوتے ہیں۔ خدا کی صفت کاشف السّوء بھی ہے یعنی بندہ کو مٹانے والا۔ اس لئے ہم اسی سے کہیں گے کی اے تکلیف کو دور کرنے والے اور مصائب کو مٹانے والے خدا ہمیں تکالیف سے بچالے۔ تو گویا ہماری مثال ایسی ہوگی کہ ہم ایک ایسے درخت کے نیچے بیٹھے ہیں جسے خوب پھل لگے ہوئے ہیں اور ہمارے ہاتھ میں ایک لمبا بانس ہے جب جی چاہتا ہے بانس کے ذریعہ پھل اتار لیتے ہیں۔ مثلاً کسی کو کوئی بیماری اور دکھ ہو تو وہ شافی خدا کے سامنے اپنی درخواست پیش کرے گا اور کہے گا کہ تو جو شفا دینے والا ہے مجھے شفاء عطا فرما۔ یا مثلاً بعض لوگوں کو اولاد کی ضرورت

ہوتی ہے مگر دنیا میں کوئی شخص نہیں جو اولاد دے سکے۔ جب ایسا شخص ہمارے پاس آئے گا تو ہم اسے کہیں گے کہ مایوس ہونے کی ضرورت نہیں خدا خالق ہے اسے کہو اے خالق! مجھے بھی اولاد دے! یہ صرف باتیں ہی نہیں بلکہ ایسا ہوتا رہتا ہے۔۔۔۔

غرض ہر چیز کا خزانہ خدا تعالیٰ کے پاس موجود ہے کوئی ضرورت ایسی نہیں جس کا خزانہ خدا کی صفات میں نہ مل سکتا ہو۔ پس خدا کی صفات کے علم کت ذریعہ سے انسان اپنی تمام ضروریات کو پوری کر سکتا ہے اور گویا صفات الٰہیہ ایسی نالیاں ہیں جو ہماری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جاری ہیں اور ہمارا کام یہ ہے کہ جس چیز کی ضرورت ہو اس کے مطابق جو خدا تعالیٰ کی صفت ہے اس کو پکاریں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعو بھا (الاعراف ۱۸۱) کہ خدا تعالیٰ کے اندر سب صفات حسنہ پائی جاتی ہیں اس لئے جو ضرورت تمہیں پیش آئے ان کے ذریعہ اس سے مانگو۔ اس آیت سے دعا کرنے کا بھی نکتہ معلوم ہو گیا کہ جو چیز مانگنی ہو اس کے مطابق جو صفت ہو اس کے ذریعہ سے مانگنی چاہیئے۔ بس صفات کا باریک علم دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہوتا ہے اور جو اس علم کا پتہ لگا لیتا ہے اس کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے اور جو خدا تعالیٰ کی صفات کا سب سے زیادہ علم رکھے گا اس کی دعائیں بھی سب سے زیادہ قبول ہوں گی" (ہستی باری تعالیٰ از حضرت مرزا بشیر الدین صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ)

انصار اللہ کے اس شمارے میں صفات باری تعالیٰ سے متعلق مضامین شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ "انصار اللہ کوئز" انصار سے سوالات کے جوابات نہ آنے کی وجہ سے ختم کیا جا رہا ہے۔ بعض وجوہات کی بنا پر ۲۰۱۳ کا رسالہ ۲۰۱۴ میں شائع ہو رہا ہے جس کے لئے ہم معذرت چاہتے ہیں۔ (مدیر)

ایک شخص نے اپنی مشکلات کے لئے حضرت مسیح موعود سے عرض کی۔ فرمایا، استغفار کثرت سے پڑھا کرو اور نمازوں میں يَا حَيُّ يَاقَيُّومُ اَسْتَغِيْثُ بِرَحْمَتِكَ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ **پڑھو۔ پھر اس نے عرض کی کہ استغفار کتنی مرتبہ پڑھوں؟ فرمایا: "کوئی تعداد نہیں۔ کثرت سے پڑھو یہاں تک کہ ذوق پیدا ہو جائے اور استغفار کو منتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ سمجھ کر پڑھو، خواہ اپنی زبان میں ہی ہو۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ! مجھے گناہوں کے برے نتیجوں سے محفوظ رکھ اور آئندہ گناہوں سے بچا"۔**

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۵۰)

کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

حمد ربّ العالمین

کس قدر ظاہر ہے نور اس مبداء الانوار کا　　بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا　　کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف　　جس طرف دیکھیں وہی راہ ہے ترے دیدار کا

چشمہ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں　　ہر ستارے میں تماشہ ہے تیری چمکار کا

کیا عجب تو نے ہر اک ذرہ میں رکھے ہیں خواص　　کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

تیری قدرت کا کوئی بھی انتہا پاتا نہیں　　کس سے کھل سکتا ہے پیچ اس عقدۂ دشوار کا

خوبرویوں میں ملاحت ہے تیرے اس حسن کی　　ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس تیرے گلزار کا

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے　　ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

ہیں تیری پیاری نگاہیں دلبرا ایک تیغ تیز　　جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

(سرمہ چشم آریہ روحانی خزائن جلد نمبر ۲ صفحہ ۵۲)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

<u>صفات الٰہیہ کیا ہیں</u>؟ صفات الٰہیہ وہ اسماء ہیں کہ جن کے ذریعہ سے بندے اور خدا تعالیٰ کا تعلق بتایا جاتا ہے یا خدا تعالیٰ کے مقام تنزیہی یا نزول کی کیفیت بتائی جاتی ہے یعنی وہ اپنی ذات میں کیا کمال رکھتا ہے اور بندوں سے کس طرح معاملہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ (سورۃ الحشر آیت ۲۴، ۲۵ میں) فرماتا ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ
الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ
الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ
عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۴﴾
هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ
لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا
فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ
الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۵﴾ ع ۳ / ۶

وہ اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں بادشاہ ہے، پاک ہے، سلامتی کا سرچشمہ ہے، امن دینے والا ہے، محافظ ہے، غالب ہے، نقصان کی اصلاح کرنے والا ہے، بلند مرتبہ ہے، اللہ پاک ہے انکے مشرکانہ خیالات سے، وہ خالق ہے، شکل بنانے والا، صورتیں دینے والا، اس کے اندر تمام اچھی صفات پائی جاتی ہیں اور وہ غالب ہے اور حکمت والا ہے۔

یہ وہ نام ہیں جن کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ بندوں سے تعلق رکھتا ہے یا جن کے ذریعہ تمہارے لئے اپنے قرب کا سامان پیدا کرتا ہے یا جن کے ذریعہ بندہ کو اپنے سے جدا ثابت کرتا ہے۔۔۔۔

صفات الٰہیہ کی اقسام: صفات الٰہیہ چار قسم کی ہیں۔ اول وہ جن میں خدا کی قدرتوں کا ذکر ہے اور یہ چار قسم کی ہیں۔ اول وہ جو بدء سے تعلق رکھتی ہیں یعنی ان میں خدا اور مخلوق کے تعلق کی ابتداء کا اظہار کیا ہے یعنی اس کی پیدائش اس کا وجود میں لانا وغیرہ۔ ابتدائی جیسے مادہ کو پیدا کیا۔ دوسری جو ایصال خیر سے تعلق رکھتی ہیں جیسے رحیم، رحمٰن وغیرہ۔ تیسری جو دفع شر سے تعلق رکھتی ہیں جیسے حفیظ، مہیمن وغیرہ۔ چوتھی وہ جو نافرمانی پر سزا دینے کے متعلق ہیں۔

دوسری قسم کی صفات وہ ہیں جن سے خدا تعالیٰ اپنا منزہ عن العیوب ہونا بیان کرتا ہے جیسے یہ کہ وہ نہ کسی کا بیٹا ہے، نہ باپ، نہ کھاتا ہے، نہ پیتا ہے، نہ سوتا ہے۔ ان صفات میں زیادہ تر ان خیالات کا دفع مد نظر ہوتا ہے جو لوگوں میں خدا تعالیٰ کے متعلق رائج ہوتے ہیں اور غلط ہوتے ہیں یا جن کو انسان اپنے پر قیاس کر کے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کر سکتا ہے۔

تیسری قسم کی صفات وہ ہیں جن میں خدا تعالیٰ اپنے ذاتی حسن کو بیان کرتا ہے۔

چوتھی قسم کی صفات وہ ہیں جن میں خدا تعالیٰ اپنے وراء الوریٰ ہونے کو بیان کرتا ہے۔ جیسے صفت احد ہے کہ وہ اس کے کامل طور پر ایک ہونے پر دلالت کرتی ہے کسی دوسرے وجود کے خیال کو بھی قریب پھٹکنے نہیں دیتی۔

خدا کی صفات غیر محدود ہیں: خدا تعالیٰ کی صفات بھی اسی طرح غیر محدود ہیں جس طرح اس کی ذات غیر محدود ہے اور ہمیں قرآن اور حدیث میں جو صفات الٰہیہ بتائی گئی ہیں وہ صفات ہیں کہ جو اس دنیا میں انسان سے تعلق رکھتی ہیں انکے علاوہ ایسی صفات ہو سکتی ہیں جو ملائکہ سے تعلق رکھتی ہیں یا ہم سے تعلق تو رکھتی ہیں لیکن بہشت میں اور اس دنیا کی زندگی سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور نہ ان کو ہم یہاں سمجھ سکتے تھے۔۔۔۔۔ آپ ﷺ کی ایک دعا ہے ۔۔۔۔۔(مسند احمد بن حنبل ج ا ص ۴۵۲ ناشر دار الفکر بیروت ایڈیشن دوم ۱۹۷۸) اے خدا میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں اور ان ناموں کے ذریعہ سے جو تو نے اپنے لئے تجویز فرمائے ہیں، یا جو نام تو نے اپنے کلام میں نازل فرمائے ہیں، یا جو تو نے اپنی کسی مخلوق کو سکھائے ہیں، یا جو تو نے اپنی ذات میں ہی مخفی رکھے ہیں اور کسی کو ان کا علم نہیں دیا۔

وحدت وجود: خدا تعالیٰ کی صفت احدیت اور خالقیت یعنی خدا کا ایک ہونا اور کوئی شریک نہ ہونا اور خالق ہونا اور ان امور کو مد نظر رکھ کر بعض لوگوں نے بعض شبہات پیدا کئے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں اور افسوس کہ مسلمانوں میں سے بھی بعض اس خیال میں مبتلاء ہو گئے ہیں کہ خدا کا ایک ہونا اس کی صفات کے لحاظ سے یا الوہیت کے لحاظ سے ہی نہیں بلکہ ہر طریق سے ہے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ دنیا میں خدا ہی خدا ہے اور کچھ نہیں۔ ان کے اس خیال کو فلسفہ کے اس مسئلہ سے بھی تقویت مل گئی ہے کہ مادہ مادہ سے ہی پیدا ہو سکتا ہے جو چیز وہ وجود میں نہیں آسکتی چونکہ وحدت وجود کا خیال ہمارے ملک میں عام ہے خصوصاً فقراء اکثر اس مرض میں مبتلاء ہیں اس لئے اس خیال کی بے ہودگی کو خوب سمجھ لینا چاہیئے۔ جہاں بھی فقیر ہمارے ملک میں پائے

جائیں وہاں ان کا فقرہ اللہ ہی اللہ ہے اور سب کچھ اللہ ہی ہے بھی سنائی دے گا۔ وہ کہتے ہیں جب خدا ایک ہے تو اگر کوئی دوسرا وجود مانا جائے تو دو ہو گئے اور خدا کی یکتائی باقی نہ رہی مخلوق کی مثال وہ دریا سے دیتے ہیں جس پر حباب تیر رہے ہوں جس طرح وہ حباب الگ وجود نظر آتے ہیں مگر در حقیقت الگ وجود نہیں ہوتے اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ گو مختلف شکلیں نظر آتی ہیں مگر در حقیقت خدا کے سوا کچھ نہیں ہے جس طرح حباب پانی کی ہی ایک شکل ہے اسی طرح دینا میں جو کچھ ہے یہ بھی خدا ہی کی ایک شکل ہے۔۔۔۔۔اگر یہ درست ہے تو پھر شرک کیا چیز ہے اور کیوں لوگوں کو دوسری چیزوں کے آگے سجدہ کرنے سے روکا جاتا ہے تو وہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ سب کچھ خدا ہی ہے پھر بھی بعض مظاہر کی پرستش شرک ہی کہلائے گی۔ کیونکہ جو لوگ بتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ انہیں خدا سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ خدا تعالیٰ کے قائم مقام سمجھ کر کرتے ہیں۔ پس چونکہ وہ یہ خیال کرتے ہوئے ان کو سجدہ کرتے ہیں کہ یہ خدا نہیں ہیں اس لئے ان کا یہ فعل شرک ہے۔۔۔۔۔ان کی یہ باتیں غلط ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنی ہستی کے بارہ میں فرماتا ہے۔لیس کمثلہ شیئ کہ اس جیسی کوئی اور ہستی نہیں کوئی چیز خدا کے مشابہ نہیں۔ ہم کہتے ہیں اگر کوئی چیز ہی دنیا میں نہیں بلکہ خدا ہی خدا ہے تو لیس کمثلہ شیئ (شوریٰ ۱۲) کا کیا مطلب ہوا؟ وحدت الوجود والے کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی چیز نہیں سب کچھ ایک ہی ہے۔ ہم کہتے ہیں جب ایک ہی ہے تو یہ کہنے کا کیا مطلب کہ خدا جیسی کوئی چیز نہیں۔۔۔۔وحدت وجود کے قائل یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر ہر چیز کو خدا نہ مانا جائے تو پھر رؤیت الٰہی کا انکار ہو جائے گا۔ کیونکہ وحدت شہود کے عقیدہ کی رو سے رؤیت محال ہے حالانکہ رؤیت الٰہی کے سب آئمہ معتقد ہیں۔ مگر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ خیال بالکل باطل ہے۔ رؤیت کا اس عقیدہ سے کچھ بھی تعلق نہیں باوجود خدا تعالیٰ کی ذات کو وراء الوریٰ ماننے کے پھر بھی رؤیت ممکن ہے اور ہوتی ہے۔ رؤیت یا قلبی ہوتی ہے یا صفات الٰہی کی جلوہ گری کو دیکھ کر یا اس کی صفات کو اپنے اندر جذب کر کے ہوتی ہے اور ان سب صورتوں میں ہرگز یہ ضروری نہیں کہ ہر ذرہ کو خدا سمجھا جائے۔۔۔۔۔وحدت وجود کے مقابلہ میں **وحدت شہود کا** عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کو ماننے والے کئی فرقوں میں منقسم ہیں۔ اول وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ خدا اور ہے اور مخلوق اور ہے۔۔۔ایک اور لوگ ہیں جو اہلحدیث کہلاتے ہیں یا وہ جو علوم کو زیادہ تر ظاہر کی طرف لے گئے ہیں وہ کہتے ہیں خدا وراء الوریٰ ہستی ہے جس نے دنیا کو پیدا کیا ہے اور دنیا اس سے علیحدہ چیز ہے۔ لیکن باوجود وراء الوریٰ ہونے کے ہم کہتے ہیں کہ وہ عرش پر بیٹھا ہے اس کے ہاتھ بھی ہیں اور پاؤں بھی ہیں گو ہم انہیں مجسم نہیں مانتے لیکن ہم یہ جائز نہیں سمجھتے کہ جو صفات اس کی قرآن کریم میں آئی ہیں یا حدیثوں میں مروی ہیں ان کی کوئی تاویل کی جائے۔۔۔۔

دعا کے لیے مناسب صفت کو کس طرح منتخب کرے؟۔۔سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ مثلاً جو تکلیف ہے وہ کیوں ہے؟ اور پھر اس وجہ کو مد نظر رکھ کر جس صفت کے ذریعہ سے دعا کرنا مناسب ہو گا اس کے ذریعہ سے دعا کی جائے گی ۔ ظاہری علوم

میں بھی اس کی مثال دیکھ لو ایک شخص کے پیٹ میں درد ہوتی ہے تو اسے طبیب کسٹر ائل دیتا ہے۔ ایک دوسرے کو پیپر منٹ تیسرے کو قے کراتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ یہی کہ گو ہے تو سب کے پیٹ میں ہی درد لیکن سبب مختلف ہیں۔ اسی طرح انسان کی تکالیف کئی اسباب سے ہوتی ہیں۔ مثلاً قرض کو لے لو اس وجہ سے چڑھ جاتا ہے کہ انسان سے کوئی ایسا گناہ سرزد ہو جاتا ہے جس کی مناسب سزا تنگی کا پہنچنا ہوتی ہے۔ کبھی اس کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ خدا دیکھتا ہے کہ اگر اس کو زیادہ مال دوں گا تو گمراہ ہو جائے گا۔ کبھی اس کی وجہ اس کی سستی ہوتی ہے یہ اس قدر آمد نہیں پیدا کرتا کہ سال کا خرچ چل سکے۔ یا مثلاً کسی پو ذرائع آمد کے محدود ہونے کے سبب سے قرض ہو جائے گا۔ یہ چاروں باتیں خدا تعالیٰ کے الگ الگ اسموں کے نیچے آئیں گی۔ اگر کمی آمد کہ وجہ سے قرض ہو تو انسان کہے گا کہ اے باسط! مجھے رزق میں فراخی دے تب خدا اسے رزق دے گا لیکن اگر اس کی سستی کے سبب اس کی آمدن کم ہے تو وہ یہ دعا کرے گا کہ اے قیوم! مجھے چستی عطا فرما اور اگر گناہ کے سبب سے مقروض ہے تو کہے گا کہ اے غفور! مجھے بخش دے اور اگر اس سبب سے تنگی ہے کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ شخص فراخی رزق کے ساتھ ایمان کو سنبھال نہیں سکتا تو اس طرح دعا کی جائے گی کہ اے ہادی! مجھے مضبوطئ ایمان بخش۔

<u>حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق صفات الٰہیہ کے نظارے:</u> حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کی صفات کا علم سیکھا اور ان کے اثر کے نظارے دکھائے۔ لوگوں نے آپ کا مقابلہ کیا اور آپ کا ہلاک کرنا چاہا۔ حضرت صاحب نے ان کے مقابلہ کے لئے خدا تعالیٰ کی صفت قیوم سے مدد لی اور مخالف ناکام رہے۔ پھر تکالیف پہنچانے کی کوشش کی اس کے لئے آپ نے حفیظ صفت کا بلایا اور آپ دشمنوں کی شراتوں سے محفوظ رہے۔ علم کے متعلق مخالفوں نے آپ کی کہا کہ جاہل ہے عربی کا ایک صیغہ نہیں جانتا مگر آپ نے کہا مجھے پتہ ہے کہ علم کا خزانہ کہاں ہے میں وہاں سے علم لے آؤں گا۔ چنانچہ آپ نے خدا تعالیٰ کی صفت علیم کو پکارا اور آپؑ کو بے نظیر علم دیا گیا۔ آپ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ چالیس ہزار الفاظ کا مادہ ایک منٹ میں خدا تعالیٰ نی میرے دل میں ڈال دیا (انجام آتھم۔ روحانی خزائن ج ۱۱، ص ۲۳۴)۔ پس دیکھو خدا کی صفات کا علم حاصل کر کے آپؑ کیا سے کیا بن گئے۔ گویا کہ آپ اس دنیا کے آدمی ہی نہ رہے آسمانی عالم کے وجود ہو گئے۔ جو کوئی اس علم کو حاصل کرتا ہے اس کی خاص حالت ہو جاتی ہے۔ دیکھو ایک بادشاہ کی نسبت لوگ کہتے ہیں اس کا بڑا اقبال ہے مگر میں کہتا ہوں اس شخص کے مقابلہ میں اس کی کیا حقیقت ہے جسے صفات الٰہیہ کا علم حاصل ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔

جس بندہ کو خدا کی صفات کا علم ہو خواہ وہ ایک حرف بھی نہ پڑھا ہوا ہو دنیا کا بڑے سے بڑا سائنسدان بھی اس کے مقابلہ میں کچھ نہیں ہوتا۔۔۔ ایسے شخص کے ہاتھ میں علم کا خزانہ آجاتا ہے۔۔۔ خدا کی صفات کے خزانوں کے معلوم ہونے سے انسان کے خیالات ہی بدل جاتے ہیں۔۔۔

حضرت مسیح موعودؑ پر خدا کی ایک خاص صفت کا اظہار ؛ حضرت مرزا صاحبؓ بھی چونکہ نبی تھے اور آپؓ نے لکھا ہے کہ نبی غوامض بیان کرنے کے لئے آتے ہیں یعنی مخفی امور نکال کر لوگوں کے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ تو آپؑ بھی چونکہ نبی تھے اس لئے ضروری تھا کہ غوامض بیان کرتے انہی میں سے ایک بات یہ ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی کئی صفتیں ایسی بیان کی ہیں جو خدا تعالیٰ نے آپ پر کھولی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ خدا کی صفات میں سے ایک صفت ایسی بھی ہے جو مختلف صفات کی حد بندیوں کو ظاہر کرتی ہے۔ اس صفت پر حضرت مسیح موعودؑ کا مندرجہ ذیل الہام دلالت کرتا ہے۔ "انیً مع الرسول اقوم و افطر و اصوم" (تذکرہ ص ۴۹۰ ایڈیشن چہارم) اب نہ افطر کا لفظ قرآن کریم میں خدا کے لئے آیا ہے اور نہ اصوم کا۔ اور جس طرح انسان کے لئے خدا کا کوئی اسم بنانا ناجائز ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف کوئی تشبیہی فعل منسوب کرنا بھی ناجائز ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے خود حضرت مسیح موعودؑ کو خود آپ کے الہام میں افطر و اصوم کے الفاظ استعمال کر کے بتایا ہے کہ اس کی صفات میں افطار و صوم کی مشابہ ایک صفت ہے جو صفات کے عمل کو جاری کرنے یا بند کرنے کا کام کرتی ہے۔ افطر سے مراد یہ ہے کہ میں اپنی صفت کو جاری ہونے کا حکم دیتا ہوں اور اصوم کا یہ مفہوم ہے کی میں اپنی صفت کے ظہور کو روک دیتا ہوں۔

(ہستی باری تعالیٰ از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ص ۱۰۲۔۱۵۷۔۱۶۸)

مرے مولا مرے ولی و نصیر مرے آقا مرے عزیز و قدیر

اے مجیب الدعاء سمیع و بصیر قادر و مقتدر علیم و خبیر

دل کی حالت کے جاننے والے اپنے بندوں کی ماننے والے

اے ودود و رؤف رب رحیم اے غفور اے میرے عفو و حلیم

لطف کر بخش دے خطاؤں کو ٹال دے۔ دور کر بلاؤں کو

شافی و کافی و حفیظ و سلام مالک و ذوالجلال والاکرام

خالق الخلق، ربی الاعلیٰ حی و قیوم، محیی الموتی

واسطہ تجھ کو تیری قدرت کا واسطہ تجھ کو تیری رحمت کا

اپنے نام کریم کا صدقہ اپنے فضل عظیم کا صدقہ

تجھ کو تیرا ہی واسطہ پیارے میرے پیاروں کو دے شفا پیارے (آمین)

(حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔۔ خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۲۰۱۲

تمام محامد اس مستجمع جمیع صفات کاملہ کو ثابت ہیں جس کا نام اللہ ہے۔ رب العالمین کو وہی پہچان سکتا ہے جو سورۃ فاتحہ میں تدبر کرے اور دردمند دل کے ساتھ خدا سے مدد مانگے۔

حضور انور نے سورۃ فاتحہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا ایک نام سورۃ الصلوٰۃ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سوۃ فاتحہ کو اپنے اور بندے کے درمیان نصف نصف کر کے تقسیم کر دیا ہے یعنی آدھی سورۃ میں صفات الٰہیہ کا ذکر ہے اور آدھی سورۃ میں بندے کے حق میں دعا ہے۔ پس ہر نماز پڑھنے والے کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی صفات پر غور کرتے ہوئے ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اسی طرح اس کی دعاؤں سے بھی فیض پانے کے لئے ہر نماز کی رکعت میں بڑے غور سے پڑھنا چاہئے۔ **حضور انور نے فرمایا کہ اس سورۃ کو حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ سے بھی بہت نسبت ہے۔ ہم احمدیوں کو اپنا علم و عرفان بڑھانے اور سورۃ فاتحہ کے مضامین سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔**

حضور انور نے سورۃ فاتحہ کی دوسری آیت الحمدللہ۔۔۔ کے بارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات بیان کیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ تمام محامد اس ذات معبود برحق مستجمع جمیع صفات کاملہ کو ثابت ہیں جس کا نام اللہ ہے۔ جہاں تک انسان زیادہ سے زیادہ خوبیاں سوچ سکتا ہے وہ سب اس میں موجود ہیں۔ اور اس کو اپنی ذات، صفات اور محامد میں من کل الوجوہ کمال حاصل ہے اور رذائل سے بکلی منزہ ہے۔ حقیقت حمد کماحقہ ' صرف اسی ذات کے لئے متحقق ہوتی ہے جو تمام فیوض و انوار کا مبدء ہو اور حمد کے یہ معنی صرف خدائے خبیر و بصیر کی ذات میں ہی پائے جاتے ہیں اور وہی محسن ہے اور اول و آخر میں سب احسان اسی کی طرف سے ہیں اور سب تعریف اسی کے لئے ہے، اس دنیا میں بھی اور اُس دنیا میں بھی۔ الحمدللہ میں ایک یہ بھی اشارہ ہے کہ جو معرفت باری تعالیٰ کے معاملے میں اپنے بد اعمال سے ہلاک ہوا یا اس کے سوا کسی اور کو معبود بنا لیا تو سمجھو کہ وہ شخص خدا تعالیٰ کے کمالات کی طرف اپنی توجہ پھیر لینے، اس کے عجائبات کا نظارہ نہ کرنے اور جو امور اس کی شان شایان ہیں ان سے باطل پرستوں کی طرح غفلت برتنے کے نتیجے میں ہلاک ہو گیا۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود کے ایک کشف کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ مطلب یہ تھا کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا ہوں گے۔ وہ لوگ جو خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے، عبودیت کا حق ادا کرنے والے اور ربوبیت کی پہچان کرنے والے ہیں۔ فرمایا کہ پس آج نئی زمین اور نیا آسمان حضرت مسیح موعود کی وجہ سے پیدا ہوا جس سے ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام رب العالمین کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خدا نے جس طرح ظاہری جسمانی ضروریات اور تربیت کے واسطے مواد

اور سامان تمام قسم کی مخلوق کے واسطے بلا کسی امتیاز کے مشترکہ طور پر پیدا کئے ہیں، اسی طرح سے وہ ہر ایک زمانے میں ہر ایک قوم کی اصلاح کے واسطے وقتاً فوقتاً مصلح بھیجتا رہا ہے اور اس زمانے میں بھی بھیجا، یہ اس کی ربوبیت ہے جو اس سے انکار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت سے انکار کرتا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ رب العالمین خود کامل اور تمام صفات کاملہ اور محامد کا جامع ہے۔ اس کو وہی شخص پہچان سکتا ہے جو سورۃ فاتحہ میں تدبر کرے اور دردمند دل کے ساتھ خدا تعالیٰ سے مدد مانگے۔ وہ لوگ جو اپنی نیت کو خالص کر کے اپنے نفوس کو ہر قسم کے بغض اور کینے سے پاک کرتے ہیں ان پر اس سورۃ کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ فوراً صاحب بصیرت بن جاتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ پس حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں آکر یہ وہ مقام ہے جس کی ہمیں ہمیشہ تلاش اور اس مقام تک پہنچنا چاہیئے۔ اللہ کرے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی صفات کا ادراک حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو اس کے احکامات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنے والے بن سکیں۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۴فروری ۲۰۱۲)

نماز کا سرور اور لذّت: حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ ” انسان کی روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کی طرح بہتی ہے اور ماسویٰ اللہ سے اسے انقطاع تام ہو جاتا ہے۔ اس وقت خدا تعالیٰ کی محبت اس پر گرتی ہے۔ اس اتصال کے وقت ان دو جوشوں سے جو اوپر کی طرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف سے عبودیت کا جوش ہوتا ہے ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نام صلوٰۃ ہے۔ پس یہی وہ صلوٰۃ ہے جو سیئات کو بھسم کر جاتی ہے اور اپنی جگہ ایک نور اور چمک چھوڑ دیتی ہے۔ جو سالک کو راستہ کے خطرات اور مشکلات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے اور ہر قسم کے خس وخاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خار وخس سے جو اس کی راہ میں ہوتی ہیں، آگاہ کر کے بچاتی ہے اور یہی وہ حالت ہے جب کہ ان الصلوٰة تنهىٰ عن الفحشاء والمنكر (العنکبوت: ۴۶) کا اطلاق اس پر ہوتا ہے۔ کیونکر اس کے ہاتھ میں نہیں اس کے دل میں ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے اور یہ درجہ کامل تذلل، کامل نیستی اور فروتنی اور پوری اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔ پھر گناہ کا خیال اسے کیونکر آسکتا ہے اور انکار اس میں پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ فحشاء کی طرف اس کی نظر اٹھ ہی نہیں سکتی۔ غرض ایک ایسی لذت، ایسا سرور حاصل ہوتا ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسے کیونکر بیان کروں“ (ملفوظات ج اول ص ۱۰۵) ---------

01/06 2013 SAT 16:13 FAX →→→ NORWAY 001/001

امام جماعت احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

پیارے انصار بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ کہ مجلس انصاراللہ ناروے کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ مجھ سے اس موقعہ پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہرلحاظ سے بابرکت فرمائے اور جملہ شاملین کو اس سے بھرپور رنگ میں استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حصنِ حصین بنایا ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جو اپنی نجات چاہتا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ آپ کے پیغام کو مانے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’اب میری طرف دوڑو کہ وقت ہے جو شخص اس وقت میری طرف دوڑتا ہے میں اس کو اس سے تشبیہ دیتا ہوں کہ جو عین طوفان کے وقت جہاز پر بیٹھ گیا۔ لیکن جو شخص مجھے نہیں مانتا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ طوفان میں اپنے تئیں ڈال رہا ہے اور کوئی بچنے کا سامان اس کے پاس نہیں۔‘‘ (دافع البلاء۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 233)

پس آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ کو امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہچاننے اور ماننے کی توفیق ملی۔ اب اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ امن سے زندگی گزاریں اور معاشرتی برائیوں اور مادہ پرستی کے طوفانوں سے محفوظ رہیں تو آپ کی تعلیمات پر عمل کریں۔ آپ کے خلفاء کی نصائح اور ہدایات پر عمل کریں۔ خلافت سے اپنا تعلق مضبوط سے مضبوط تر کریں۔ یاد رکھیں کہ خلافت کا نظام ایک ایسا عظیم الشان انعام ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جانشینی میں صرف جماعت احمدیہ کو عطا فرمایا ہے۔ یہ حَبْلُ اللّٰہ ہے۔ اس سے وابستگی خدا تعالیٰ کا قرب عطا کرتی ہے اور انسان ہدایت کی راہوں پر گامزن رہتا ہے۔ اب تو خدا کے فضل سے ایم ٹی اے کی سہولت بھی میسر ہے جس نے جماعت کو خلیفۂ وقت کے قریب تر کر دیا ہے۔ اس کے ذریعہ آپ کو خلیفۂ وقت کے خطبات اور تقاریر سننے کو ملتے ہیں جن کی بدولت مغربی معاشرہ میں زندگی بسر کرنے کے باوجود آپ کو اپنا محاسبہ کرنے، نیکیوں پر عمل پیرا ہونے اور برائیوں سے بچنے کی توفیق ملتی ہے۔ اس لئے اس نعمت کا ہر دم شکر ادا کرتے رہیں۔ خلیفۂ وقت کے خطبات اور تقاریر کو سننے کا خود بھی اہتمام کریں اور اپنے اہل خانہ کی بھی اس پہلو سے نگرانی کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو خلافت سے گہری وابستگی عطا فرمائے اور دین و دنیا کی بہترین حسنات سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

رپورٹ ستائیسواں سالانہ نیشنل اجتماع ۲۰۱۳ مجلس انصاراللہ ناروے

مجلس انصاراللہ ناروے کا ستائیسواں سالانہ نیشنل اجتماع یکم اور دو جون ۲۰۱۳ بروز ہفتہ اتوار بیت النصر اوسلو میں منعقد ہوا۔

افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرم منور احمد بھٹی صاحب صدر مجلس انصاراللہ بیلجیئم نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مع اردو ترجمہ مکرم جمیل احمد قمر صاحب نے کی۔ اس کا نارویجین ترجمہ مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم بشارت احمد صابر صاحب صدر مجلس انصاراللہ ناروے نے کھڑے ہو کر انصاراللہ کا عہد دہرایا۔ مکرم مظفر خلیل صاحب نے نظم پیش کی۔ اس کے بعد افتتاحی خطاب مکرم ھارون احمد چوہدری صاحب مربی سلسلہ نے کیا جس میں انہوں نے نحن انصاراللہ کی تشریح بیان کی اور انصار کو نیز اپنی اولادوں کو خلافت سے تعلق مضبوط کرنے کی تلقین کی۔ اسی طرح تبلیغ کی طرف بھی توجہ دلائی۔
اس کے بعد صدر انصاراللہ ناروے نے مختصراً خطاب کیا جس میں آپ نے بیلجیئم کے انصار کی اجتماع میں شمولیت پر شکریہ ادا کیا۔ مزید انہوں نے نماز اور تبلیغ کی طرف توجہ دلائی۔ اسی طرح انہوں نے باہمی پیار محبت کا تعلق بڑھانے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ مکرم صدر صاحب کے خطاب کے بعد قائد صاحب عمومی مکرم رائے عبد القدیر صاحب نے اجتماع کے بارہ میں عمومی ہدایات دیں۔ اس کے بعد مکرم منور احمد بھٹی صاحب صدر مجلس انصاراللہ بیلجیئم نے خطاب کیا۔ امسال بیلجیئم کے چھ انصار نے اجتماع میں شرکت کی۔ صدر صاحب نے انصار کو تقویٰ کے حصول کی طرف توجہ دلائی۔ اسی طرح ہر ناصر کو قائد کی صلاحیتوں کے حصول میں کوشش کرنے سے متعلق عبادالرحمٰن کی خصوصیات بتائیں۔ دعا کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔

تقریباً ساڑے بارہ بجے انصار ورزشی مقابلہ جات کے لئے بیت النصر سے تقریباً ۱۵۰ میٹر کے فاصلہ پر میدان عمل میں تشریف لے گئے۔ مقابلہ جات میں ۵۰ میٹر دوڑ معیار اول، ۱۰۰ میٹر دوڑ معیار دوم، گولہ پھینکنا معیار اول و دوم، رسہ کشی اور فٹ بال شامل تھے۔ مقابلہ جات کے بعد نماز ظہر و عصر بیت النصر میں مکرم یاسر فوزی صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائیں۔ نمائش کے بعد کھانا تناول کیا گیا۔

اجتماع کے پہلے دن کا دوسرا اجلاس زیر صدارت مکرم بشارت احمد صابر صاحب صدر مجلس انصاراللہ ناروے ٹھیک ساڑے پانچ بجے تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس اجلاس میں مقابلہ قرأت، حفظ قرآن مجید، اور آذان ہوئے۔ یہ اجلاس تقریباً ۲ گھنٹے بعد ختم ہوا۔ ۱۵ انصار نے رات مسجد میں قیام کیا اور صبح اڑھائی بجے نماز تہجد ادا کی۔

۲جون اجتماع کا دوسرا دن تھا۔ نماز تہجد اور نماز فجر کے بعد دوسرے دن کے پہلے اجلاس کا آغاز سوا گیارہ بجے ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم بشارت احمد صابر صاحب نے کی۔ اس اجلاس میں مکرم مامون احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ سویڈن اور صدر مجلس انصاراللہ سویڈن کے ساتھ سویڈن سے دو انصار نے بھی شرکت کی۔ تلاوت قرآن مجید و ترجمہ مکرم راجہ فرحت احمد نے کی، اسکانارو یجین ترجمہ مکرم نصیر احمد عامر صاحب نے پڑھا۔ دعا کے بعد نظم، تقریر، فی البدیہہ تقریر اور پرچہ عام دینی معلومات کے دو ورزشی مقابلہ جات بھی ہوئے جن میں کلائی پکڑنا اور میوزیکل چیرز شامل تھے۔ ساڑھے تین بجے نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں اور چار بجے کھانا پیش کیا گیا۔ اختتامی اجلاس ساڑھے چار بجے شروع ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم زرتشت منیر احمد خان صاحب نیشنل امیر جماعت احمدیہ ناروے نے کی۔ تلاوت و ترجمہ مکرم چوہدری افتخار حسین اظہر صاحب نے پیش کیا۔ مکرم عبدالرحمٰن محمود قریشی صاحب نے نارویجین ترجمہ پڑھا۔ مکرم بشارت احمد صاحب نے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام جو آج ہی موصول ہوا تھا، پڑھ کر سنایا۔ عہد دھرایا گیا جس کے بعد نظم مکرم حافظ لطف الرحمٰن صاحب نے پڑھی۔ تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی جس میں مکرم رائے عبدالقدیر صاحب نے سٹیج سیکریٹری کے فرائض ادا کئے اور انعامات کی تقسیم میں مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب اور مکرم ندیم احمد خان صاحب نے مدد کی۔ تقسیم انعامات کے بعد مکرم سیّد کمال یوسف صاحب نے جو حضور انور کے دورہ جنوبی امریکہ، لاس انجلس، اور کینیڈا کے وقت وہاں موجود تھے، دورہ کے حالات بیان کئے۔ اس کے بعد صدر مجلس انصاراللہ بیلجیئم، صدر مجلس انصاراللہ سویڈن اور صدر مجلس انصاراللہ ناروے نے انصار سے خطاب کیا۔ اس کے بعد امیر جماعت احمدیہ سویڈن اور آخر میں امیر جماعت احمدیہ ناروے کے خطاب سے یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

امسال اجتماع پر مجموعی حاضری ۲۲۲/۱۲۸ رہی۔ اجلاس اوّل میں ۲۲۲/۸۰ اور دوسرے دن ۲۲۲/۱۰۰ حاضری رہی۔

اجتماع کے آغاز پر ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب نے انصار کا بلڈ پریشر چیک کیا اور مفید مشورے دیئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اجتماع کی برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور سب کارکنان کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔

(قائد عمومی)

---

s.1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

رپورٹ کاروائی 24 ویں مجلس شوریٰ 22 دسمبر 2013

مجلس انصاراللہ ناروے

کاروائی اجلاس اوّل۔

مجلس انصاراللہ ناروے کی 24 ویں مجلس شوریٰ مورخہ 22 دسمبر 2013 بروز اتوار بوقت 11.10 بجے مسرور ہال میں زیرصدارت مکرم بشارت احمد صابر صاحب صدر مجلس انصاراللہ ناروے شروع ہوئی۔

مکرم راجہ فرحت احمد صاحب نے سورۃ شوریٰ کی آیت 37 تا 44 کی تلاوت کی۔مکرم رائے مظفر احمد صاحب نے اردو ترجمہ پیش کیا اور نارویجن ترجمہ مکرم نصیر احمد عامر صاحب نے پیش کیا۔پھر تمام ممبران شوریٰ کی بنام حاضری لی گئی۔کل ممبران شوریٰ 48 تھے جن میں سے 4 بیرون ملک تھے جنھوں نے قبل از وقت رخصت حاصل کی اور 44 ممبر حاضر تھے۔

پھر صدر محترم نے ممبران شوریٰ سے کھڑے ہو کر انصاراللہ کا عہد دہرایا۔عہد کے بعد صدر محترم نے ممبران شوریٰ سے خطاب کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں چار باتوں کی طرف توجہ دلائی۔آپ نے سورۃ بقرہ کی آیت 22 پڑھی اور فرمایا کہ سب سے پہلے ہم پر اللہ تعالیٰ کی عبادت فرض ہے۔اور نماز باجماعت کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی۔پھر سورۃ العنکبوت کی آیت 46 کے حوالہ سے آپ نے فرمایا کہ نماز بری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے اور نیکی کی طرف بلاتی ہے۔آپ نے کہا کہ جب ابتدا میں ہم ناروے آئے تو جمعہ پر حاضری نہیں ہوتی تھی کیوں کہ چھٹی کا ملنا بہت مشکل تھا۔لیکن اب حالات میں تبدیلی ہونے کی وجہ سے نماز جمعہ پر رخصت مل جاتی ہے۔اور اب نماز جمعہ پر حاضری پہلے سے بہتر ہے۔لیکن مزید بہتری کی گنجائش باقی ہے۔

آپ نے ممبران شوریٰ کو تبلیغ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ ناروے کے مقامی باشندوں میں احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے ذاتی روابط بڑھانے کی ضرورت ہے۔آپ نے حضور انور کے مشرق بعید میں مجلس عاملہ انصاراللہ سے ملاقات کا ذکر فرمایا جس میں حضور انور نے ہر ممبر عاملہ کو سال میں ایک بیعت کروانے کے لئے کہا ہے۔چنانچہ حضور اقدس کے اس ارشاد پر ناروے کی مجلس کو بھی عمل کرنا چاہیے۔

آپ نے کہا کہ خلافت سے اپنا اور اپنی اولادوں کا مضبوط تعلق باندھیں اور خلافت کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہوئے عمل کرنے کی کوشش کریں۔

آخر پر آپ نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ وہ تمام انصار بھائیوں کا جو موجود ہیں یا موجود نہیں شکرگزار ہوں کہ انھوں نے ان کی صدارت کے 6 سالوں میں نہ صرف ان کی مدد کی بلکہ مجلس انصاراللہ ناروے کی ترقی میں ممد و معاون ثابت ہوئے۔آپ نے کہا کہ ممبران عاملہ اور زعماء نے ان کا دایاں ہاتھ بن کر کام کیا۔اور امید ظاہر کی کہ وہ آئندہ بھی محنت اور لگن سے خدمت کرتے رہیں گے۔

ansar.no

S.2

نیز انھوں نے کہا کہ ممبران مجلس انھیں دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں پہلے سے بڑھ کر خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آخر پر حضور انور، شہدائے احمدیت، اسیران راہ مولا اور جماعت احمدیہ پاکستان، انڈیا، بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور مشرق وسطی میں مظلوم احمدیوں کیلئے خصوصی دعاؤں کی تحریک کی۔
آخر پر صدر محترم نے مختلف دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے 11.50 پر دعا کروائی۔

صدر مجلس انصار اللہ اور نائب صدر صف دوئم کے لئے آئندہ 2 سال کے لئے انتخاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز کی ہدایت پر مکرم چوہدری شاہد محمود کاہلوں صاحب مشنری انچارج نے کروایا۔ انتخاب سے قبل آپ نے عہدیداران کے انتخاب کے سلسلے میں حضور انور کے خطبہ جمعہ کی ویڈیو۔ اس کے بعد آپ نے دعا کروائی اور پھر صدر مجلس اور نائب صدر مجلس صف دوئم کا انتخاب کروایا۔ انتخاب کے بعد آپ نے دعا کروائی۔ یہ انتخاب 12.50 تا 13.15 بجے ہوا۔

13.15 تا 13.45 سیکریٹری صاحب نے عمومی ہدایات و رپورٹ سالانہ کارگزاری 2013 پڑھی۔ پھر رپورٹ عملدر آمد سفارشات شوریٰ 2013 پڑھیں۔ اور جن سفارشات پر عمل نہیں ہو سکا ان کے متعلق بھی بتلایا۔ آخر پر آپ نے ردشدہ تجاویز پڑھیں اور مجلس عاملہ نے جن وجوہات کی بنا پر رد کیں وہ وجوہات پیش کیں۔
دو بجے نماز ظہر وعصر کے لئے وقفہ ہوا۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد مجلس شوریٰ کی کاروائی دوبارہ شروع ہوئی اور صدر محترم نے تجاویز شوریٰ کے لئے تین سب کمیٹیاں تشکیل دیں۔ آپ نے کمیٹیوں کی تشکیل میں معاونت کے لئے مکرم عامر اسلام صاحب کو دعوت دی۔

تجویز نمبر 1 تبلیغ اس کے لئے سب کمیٹی تشکیل دی۔ اس کے مندرجہ ذیل 11 ممبران تھے۔
۱۔ مکرم مبشر احمد طارق صاحب ۲۔ مکرم مظفر احمد خلیل صاحب ۳۔ مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب ۴۔ مکرم بشارت احمد صاحب ۵۔ مکرم چوہدری افتخار حسین اظہر صاحب ۶۔ مکرم ملک خالد محمود صاحب ۷۔ مکرم فواد محمود خان صاحب ۸۔ مکرم منیر احمد شاہد صاحب ۹۔ مکرم حامد حیات قیصرانی صاحب ۱۰۔ مکرم عامر اسلام صاحب ۱۱۔ مکرم نصیر احمد عامر صاحب
صدر سب کمیٹی مکرم چوہدری افتخار حسین اظہر صاحب اور سیکریٹری مکرم مبشر احمد طارق صاحب قائد تبلیغ تھے۔

تجویز نمبر 2 جو تعلیم القرآن سے متعلق تھی۔ اس سب کمیٹی مندرجہ ذیل 10 ممبران تھے۔
۱۔ مکرم سیّد کمال یوسف صاحب ۲۔ مکرم احمد اسلام صاحب ۳۔ مکرم اطہر محمود قریشی صاحب ۴۔ مکرم منصور خالد صاحب ۵۔ مکرم طارق خلیل صاحب ۶۔ مکرم عبدالہادی صاحب ۷۔ مکرم محمود اسلام صاحب ۸۔ مکرم سیف اللہ چیمہ صاحب

S3

۹۔مکرم اشتیاق احمد شاکر صاحب ۱۰۔ مکرم داوٗد احمد زاہد صاحب

صدر سب کمیٹی مکرم سیّد کمال یوسف صاحب اور سیکریٹری مکرم احمد اسلام صاحب قائد تعلیم القرآن ووقف عارضی تھے۔

تجویز نمبر3 بجٹ آمد وخرچ سال2014 اس سب کمیٹی کے درج ذیل 15 ممبران تھے۔

۱۔مکرم رائے مظفر احمد صاحب ۲۔مکرم آفتاب فرید صاحب ۳۔مکرم نصیر الدین ہمایوں صاحب ۴۔مکرم نصیر احمد صاحب ۵۔مکرم محمد یعقوب بھٹی صاحب ۶۔مکرم نعیم احمد خان صاحب ۷۔مکرم طاہر محمود صاحب ۸۔مکرم انیس افکاری صاحب ۹۔مکرم جاوید اقبال صاحب ۱۰۔مکرم سہیل مسعود صاحب ۱۱۔مکرم افتخار احمد وڑائچ صاحب ۱۲۔مکرم سیّد انور شاہ صاحب ۱۳۔مکرم مقرب احمد مکین صاحب ۱۴۔مکرم رانا لطیف احمد صاحب ۱۵۔مکرم عقیل احمد صاحب۔صدر سب کمیٹی مکرم رائے مظفر احمد صاحب اور سیکریٹری مکرم آفتاب فرید صاحب قائد مال تھے۔ یہ اجلاس ساڑھے تین بجے نماز مغرب عشاء سے قبل اختتام پزیر ہوا۔

نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی اور کھانے کے وقفہ کے بعد اجلاس دوئم شام پانچ بجے زیرِ صدارت مکرم بشارت احمد صابر صاحب صدر مجلس انصاراللہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم تنویر احمد ضیاء صاحب نے سورۃ النور کی آیت ۵۵ تا ۵۸ سے کی اور ترجمہ مکرم خالد محمود صاحب نے پڑھا اور نارویجن ترجمہ مکرم مقرب احمد مکین صاحب نے پڑھا۔ سب کمیٹیوں کی رپورٹس پیش کرنے سے قبل محترم صدر صاحب نے اپنی معاونت کے لئے مکرم اشتیاق احمد شاکر صاحب کو دعوت دی۔

سب سے پہلے سب کمیٹی تبلیغ کی رپورٹ مکرم فواد محمود صاحب نے پیش کی۔ کیونکہ صدر صاحب سب کمیٹی رخصت لے کر چلے گئے تھے۔ ممبران شوریٰ میں سے مکرم بشارت احمد صاحب اور مکرم سیّد کمال یوسف صاحب نے بحث میں حصّہ لیا۔ اور تجویز میں معین ہدف مقرر کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ مجلس شوریٰ نے سب کمیٹی کی سفارشات کو چند تبدیلیوں کے ساتھ منظور کیا جو علیٰحدہ پیش ہیں۔

پھر سب کمیٹی تعلیم القرآن کی رپورٹ مکرم احمد اسلام صاحب سیکریٹری سب کمیٹی نے پیش کی۔ مکرم سیّد کمال یوسف صاحب اور مکرم خالد محمود صاحب نے بحث میں حصّہ لیا اور کہا کہ اس میں صرف انصار نہ ہوں بلکہ خدام واطفال بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ اگر skype پر پڑھنا ہو تو لجنہ بھی شامل ہوسکتی ہے۔ مجلس شوریٰ نے سب کمیٹی کی سفارشات کو چند تبدیلیوں کے ساتھ منظور کیا جو علیٰحدہ پیش ہیں۔

پھر سب کمیٹی مال کی رپوٹ صدر سب کمیٹی مکرم رائے مظفر احمد صاحب نے پیش کی۔ ممبران شوریٰ میں سے مکرم فواد محمود صاحب

5.4

اورمکرم سّید کمال یوسف صاحب نے بحث میں حصہ لیا۔ آخر پرتمام ممبران شوریٰ نے کھڑے ہوکرسب کمیٹی کا تجویز کردہ بجٹ آمدو خرچ برائے سال 2014 دو تبدیلیوں کے ساتھ منظور کیا۔

اس کے بعد صدر محترم نے بتایا کہ مجلس انصاراللہ ناروے کا اکاؤنٹ بنک میں مجلس کے نام نہیں ہے۔ اس کے لئے مجلس کو رجسٹر کرنا ہوتا ہے اور رجسٹریشن کے لئے اس کو سالانہ جنرل میٹنگ میں پیش کرنا ضروری ہے۔ اوراس کی رپورٹ رجسٹریشن کے لئے دینی ہوتی ہے۔ پھر بنک میں اکاؤنٹ کھولا جاسکتا ہے۔ چنانچہ تمام ممبران شوریٰ نے ہاتھ کھڑا کر کے منظوری دی۔

اختتام پرمحترم امیر صاحب بھی تشریف لائے اور خطاب فرمایا۔ سب سے پہلے انھوں نے ان دو کتابوں کا ذکر کیا جن کا جماعت نے نارویجن میں ترجمہ کیا ہے۔ ایک دیباچہ القرآن میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے واقعات کو جو انگلش میں تھے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ اور دوسرا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایداللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وہ خطابات اور خطوط جو یورپین پارلیمینٹ، کانگرس USA کینیڈا

اور مختلف سربراہان مملکت کو جو خطوط لکھے ہیں ان کا ترجمہ کیا ہے۔ پہلی کتاب کی قیمت 75 کروز تبلیغ کے لئے اور دوسری کتاب مفت ہے۔ اسے ہر گھر میں ہونا چاہیئے تاکہ بچے جو نارویجن پڑھ سکتے ہیں وہ اس سے استفادہ حاصل کریں۔

آخر پرمحترم امیر صاحب نے خطاب فرمایا اوراس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ آج ممبران شوریٰ کی تعداد 48 ہے۔ آج سے 20 سال قبل پہلے صدر مجلس انصاراللہ مکرم سّید احمد علی شاہ صاحب مرحوم نے خوشی کا اظہار کیا تھا کہ مجلس انصاراللہ کی کل تعداد 43 ہوگئی تھی۔ آپ نے تین باتوں کی طرف توجہ دلائی، نمبرایک خلیفۃ المسیح کی آواز پر لبیک کہنا، دوسرے mta پروگراموں کو دیکھنا اور حضور انور کے خطبات کو سننا، تیسرے تربیت اولاد کی طرف توجہ دلائی۔ علاوہ ازیں غیبت اور چغلی سے بچنے اور عفوو درگزر کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور فرمایا انصار کو اس سلسلہ میں اعلیٰ نمونے پیش کرنے چاہئیں۔ سات بجے کے قریب آپ نے دعا کروائی اس طرح مجلس انصاراللہ ناروے کی ۲۴ ویں مجلس شوریٰ بخیروخوبی اختتام پزیر ہوئی۔ الحمدللہ

صدر مجلس انصاراللہ ناروے

(دستخط) 28/12.13

بشارت احمد صابر

قائد عمومی

(دستخط)

رائے عبدالقدیر

سالانہ رپورٹ کارکردگی مجلس انصاراللہ ناروے برائے سال ۲۰۱۳

سال ۲۰۱۳ کی مجلس شوریٰ منعقدہ ۲۲ دسمبر ۲۰۱۳ میں آئندہ دوسال ۲۰۱۴-۲۰۱۵ کے لئے صدر مجلس اور نائب صدر صف دوئم کا انتخاب ہوا۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مکرم رائے عبد القدیر صاحب کو ۲ سال کے لئے صدر مجلس اور مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب کو نائب صدر صف دوئم مقرر فرمایا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ مجلس شوریٰ کی الگ رپورٹ پچھلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

سال ۲۰۱۳ کا آغاز مثالی وقار عمل سے ہوا جو یکم جنوری ۲۰۱۳ کو بیت النصر اور فروگنر پارک میں کیا گیا۔ جس میں ۷ مجالس کے ۱۳۰ انصار نے حصہ لیا۔ ۲۲ جنوری کو ۹ نئے انصار جو خدام سے انصار میں شامل ہوئے، انہیں خوش آمدید کہا گیا۔ اب شعبہ وار سالانہ رپورٹ پیش خدمت ہے۔

شعبہ عمومی: دوران سال نیشنل مجلس عاملہ کے ۱۲ اجلاس ہوئے۔ ۱۸ اجلاسات میں زعماء مجالس بھی شامل تھے۔ ۱۴ اجلاس زعماء سے الگ طور پر ہوئے۔ زعماء مجالس کو سارے سال کا لائحہ عمل تیار کر کے دیا گیا۔ مجالس کی سال کے آغاز میں ہی تمام مجالس کے زعماء کو ماہوار رپورٹ فارم تیار کر کے تمام دیئے گئے لیکن دوران سال صرف ۴ مجالس نے باقاعدگی سے ماہوار رپورٹ بھیجی۔ بعض مجالس نے دو، تین ماہ کی اکٹھی رپورٹ بھیجی۔

شعبہ تجنید: کل انصار ۲۲۰۔ صف اوّل ۱۰۰۔ صف دوم ۱۲۰۔ دوران سال ۱۱ نئے انصار کا اضافہ ہوا۔ ۹ انصار خدام سے انصار ہوئے، ایک ناصر یو کے سے شفٹ ہوئے اور ایک ناصر جو پاکستان عارضی طور پر گئے تھے، واپس آ گئے۔ مجلس کلفتا کے ایک ناصر کو ان کا کیس مسترد سے ہونیکی وجہ سے پاکستان بھجوا دیا گیا۔ ایک ناصر جو مکرم بشارت احمد صابر صدر مجلس کے والد محترم تھے ۶ نومبر ۲۰۱۳ کو وفات پا گئے۔ اناللہ وانا علیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ انکے درجات بلند فرمائے اور ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ آمین۔

سالانہ اجتماع: اس کی رپورٹ الگ طور پر پیش کی گئی ہے۔

شعبہ تبلیغ: دوران سال شوریٰ ۲۰۱۲ میں تبلیغ کی سفارشات پر عمل کیا گیا۔

۱۔وزٹ کارڈ چھپوا کر تمام مجالس تک پہنچایا گیا۔

۲۔ تبلیغ سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے ارشادات ہر ماہ شائع کر کے ہر مجلس کے ناصر تک پہنچانے کے لئے زعماء کو دیئے گئے۔

دوران سال ۱۱ہزار چار سو کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اس کے علاوہ مجالس کی سطح پر ۸ تبلیغی سٹال اور مرکزی طور پر ۲ تبلیغی سٹال لگائے گئے۔ ۲۹ جنوری کو جلسہ سیرۃ النبی ﷺ منعقد کیا گیا۔ ۱۳۸انصار نے شرکت کی۔

شعبہ ایثار: دوران سال ۱۰ مجالس کے ۱۰۸انصار نے بیت النصر کی صفائی کی۔ اس کے علاوہ ۴ مرتبہ خصوصی تقریبات کے موقع پر ۱۲انصار نے بیت النصر کے انصاراللہ والے حصہ کی صفائی کی۔ نئے سال کے موقع پر ۴ مجالس کے انصار نے اولڈ ہاؤسس کا دورہ کیا اور تحائف پیش کئے۔

سیکورٹی بیت النصر: مجلس انصاراللہ نے دوران سال ۲۶۰ ڈیوٹیاں، فی ڈیوٹی ۸ گھنٹے، دیں۔

شعبہ تعلیم: مجلس انصار اللہ نے امسال بھی حضور انور کی تقاریر پر مبنی کتاب ”شرائط بیت اور ہماری ذمہ داریاں“ انصار کے مطالعہ کے لئے مقرر کی ہوئی تھی۔

شعبہ تربیت: تمام مجالس کو تربیتی جائزہ فارم دیئے گئے۔ لیکن دوران سال کسی مجلس کی طرف سے جائزہ فارم پر ہو کر واپس نہیں آیا۔

شعبہ صحت جسمانی: مجلس شوریٰ کی تجاویز پر جو سفارشات منظور ہوئیں ان سب پر تو صحیح طور پر عمل نہیں ہوا مگر ایک کتابچہ صحت اور ورزش کی اہمیت کے بارہ میں تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔

شعبہ تعلیم القرآن و وقف عارضی: گذشتہ سال قرآن کلاس کا آغاز کیا گیا تھا جو ۶ ماہ تک جاری رہی۔ دوران سال کسی نئی کلاس کا آغاز نہ کیا جا سکا۔

شعبہ مال: سال کے آغاز میں ہی تمام مجالس کو بجٹ برائے ۲۰۱۳ بنا کر دیا گیا۔ چندہ کی وصولی کے لئے ۳ عشرہ وصولی منائے گئے۔

شعبہ تربیت نومبائع: مجلس میں صرف دو نومبائع انصار ہیں۔ ان میں سے ایک نومبائع فعال ہیں۔

شعبہ تحریک جدید ووقف جدید: تمام زعماء نے اپنی مجالس کے سکرٹیریان مال کے ساتھ مل کر چندہ کی وصولی کی کوشش کی۔

شعبہ اشاعت: دوران سال ایک شمارہ انصاراللہ ناروے شائع ہوا۔

شعبہ آڈٹ: گذشتہ سال کا حساب آڈیٹر صاحب سے دوران سال چیک کروایا گیا۔

مجموعی طور پر مجلس انصاراللہ ناروے کی کارکردگی پہلے سے بہتر ہوئی ہے۔ لیکن وقت کی قربانی کی روح کو بیدار کرنے کی مزید ضرورت ہے۔ سالانہ رپورٹ کے مطابق زعماء مجالس کے نظام کو بہتر کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ ہر ناصر سے ذاتی رابطے میں بھی کمی ہے اور اسی وجہ سے چندہ کی وصولی اور بیت النصر کی سیکورٹی ڈیوٹی میں بھی مشکلات پیش آتی رہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی فعال خدمت کی توفیق دیتا رہے جو اس کے ہاں قبولیت پائے۔ آمین۔

(قائد عمومی مجلس انصاراللہ ناروے)

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ یو۔کے ۲۰۱۴

جامعہ احمدیہ یوکے کی درجہ ممہدہ کیلئے داخلہ ٹسٹ (تحریری امتحان وانٹرویو) ۲۱ اور ۲۲ جولائی ۲۰۱۴ کو انشاءاللہ جامعہ احمدیہ یوکے میں ہوگا۔ درخواست دینے کی آخری تاریخ ۳۰ جون ۲۰۱۴ ہے۔ خواہش مند افراد اپنی درخواست مع اپنی میڈیکل رپورٹ و تصدیق نیشنل امیر صاحب کے پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے کو ارسال کریں۔

مزید معلومات کے لئے فون نمبر 1428647170 (0) 44+ یا

اور فکس نمبر 1428647188 (0) 44+ پر رابطہ کریں۔

اراکین نیشنل عاملہ مجلس انصاراللہ ناروے ۲۰۱۴

صدر مجلس :	مکرم رائے عبد القدیر صاحب
نائب صدر:	مکرم عامر نصیر صاحب
نائب صدر صف دوم:	مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صادق صاحب
قائد عمومی:	مکرم نعیم احمد خان صدیقی صاحب
قائد تعلیم:	مکرم منصور خالد صاحب
قائد تربیت:	مکرم مظفر احمد خلیل صاحب
قائد تربیت نو مبائعین:	مکرم جاوید اقبال صاحب
قائد ایثار:	مکرم قاسم احمد انور صاحب
قائد تبلیغ:	مکرم وحید الدین چوہدری صاحب
قائد صحت جسمانی:	مکرم سیّد انور شاہ صاحب
قائد مال:	مکرم آفتاب فرید صاحب
قائد وقف جدید:	مکرم غلام سرور صاحب
قائد تحریک جدید:	مکرم یعقوب خان صاحب
قائد تجنید:	مکرم عقیل احمد صاحب
قائد اشاعت:	مکرم ڈاکٹر احمد رضوان صاحب
قائد تعلیم القرآن ووقف عارضی:	مکرم حفیظ احمد صاحب
آڈیٹر:	مکرم عبد المجید کھوکھر صاحب

اراکین خصوصی: مکرم سیّد کمال احمد یوسف صاحب، مکرم بشارت احمد صابر صاحب۔

زعمائے مجالس انصاراللہ ناروے ۲۰۱۴

زعیم مجلس بیت النصر:	مکرم ندیم احمد خان صاحب
زعیم مجلس تھوئن:	مکرم محمد امین صاحب
زعیم مجلس لورن سگوگ:	مکرم طارق خلیل صاحب
زعیم مجلس لانبے سیتر:	مکرم مبارک احمد انور صاحب
زعیم مجلس نتھے دال:	مکرم داؤود احمد زاہد صاحب
زعیم مجلس نور:	مکرم عبد الہادی صاحب
زعیم مجلس کلفتا:	مکرم سہیل مسعود صاحب
زعیم مجلس ہولملیا:	مکرم افتخار احمد وڑائچ صاحب
زعیم مجلس درامن:	مکرم ہارون عبداللہ بھٹی صاحب
زعیم مجلس فریڈرکستاد:	مکرم خواجہ محمود اسلام صاحب
زعیم مجلس کرستیان ساند:	مکرم بشارت احمد صاحب
زعیم مجلس بیرون:	مکرم عرفان خالد صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں:

اول: اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔

دوم: پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ عین عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔

سوم: پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔

چہارم: پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام۔

پنجم: اور پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلہ سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔“ (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۳۰۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لائحہ عمل جنوری تا دسمبر 2014

شعبہ عمومی ۔قائدین اور زعماء کو رپورٹ کی عادت ڈالنا۔ سالانہ اجتماع کا انعقاد۔ سالانہ اجتماع کے نصاب کی تیاری ۔مجلس شوریٰ کی سفارشات پر عملدرآمد۔ مجالس میں عاملہ اور اجلاس عام کا انعقاد۔ جماعت کا ریفریشر کورس اور جماعتی پروگراموں میں شمولیت۔

شعبہ تجنید۔ تجنید مکمل رکھی جائے گی۔ تبدیلی کی اطلاع زعماء و قائدین دیں گے۔

شعبہ تعلیم۔ شرائط بیعت اور ہماری ذمہ داریاں برائے مطالعہ ۲۰۱۲۔ اجتماع کے لئے علمی نصاب کی تیاری۔

شعبہ تربیت۔ تربیتی جائزہ فارم ہر ناصر سے پر کروایا جائے گا۔اور ہر مجلس تربیتی جائزہ فارم مکمل کروائے گی۔

شعبہ تبلیغ۔ جماعت کی طرف سے Open Dag میں زیادہ سے زیادہ احباب کی شمولیت۔انفرادی تبلیغ کی طرف توجہ اور حدف کا مقرر کرنا ۔ لٹریچر کی تقسیم جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد۔ جماعت کی طرف سے نیشنل یوم تبلیغ میں شمولیت۔ ہر ماہ تبلیغی سٹال اور بیرون اسلو تبلیغی سیمنار کا انعقاد۔

شعبہ اشاعت۔ سال میں دو مرتبہ رسالہ شائع کرنے کی کوشش کی جائے گی۔زعماء مجالس میں رسالہ کے لئے مضامین لکھنے کی تحریک کریں گے۔

تربیت نومبائع۔ نومبائعین سے رابطہ کرکے ان کی تربیت اور مالی نظام میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے ۔

صحت جسمانی۔مجالس اجلاسات میں صحت کے متعلق معلومات دیں گے۔بین المجالس مقابلہ جات اور بلڈ پریشر و شوگر چیک کی جائے گی۔

شعبہ ایثار۔ ہر جمعرات کو مجالس مسجد کی صفائی کریں گی۔ ہر مجلس سال میں دو مرتبہ sykehjem کا دورہ کرنے کی کوشش کرے۔

تعلیم القرآن و وقف عارضی۔ اجلاس عام میں زعماء انصار کو وقف عارضی کی طرف توجہ دلائیں گے۔skype اور دوسرے ذرائع سے قرآن مجید ناظرہ با ترجمہ اور نماز مترجم سیکھانے کا انتظام کریں گے۔

شعبہ مال۔ تمام مجالس نومبر تک اپنے بجٹ کا سو فیصد وصول کرنے کی کوشش کریں گی اور ہر زعماء ہر ناصر سے بجٹ کے مطابق آمدنی کا جائزہ لیں گے۔ بقایا وصول کرنے کی کوشش کی جائے گی۔سال میں تین مرتبہ ہفتہ وصولی منایا جائے گا۔اور زعماء مجالس ہر ناصر کو ہر ماہ بعد اس کا وصولی کا جائزہ بتائیں گے

تحریک جدید۔تحریک جدید کے تمام دفاتر کے انصار کے وعدہ جات مکمل کرنے کے بعد وصولی کی کوشش کی جائے اور جو شامل نہیں انھیں شامل کیا جائے

وقف جدید۔ وقف جدید کے وعدہ جات مکمل کرنے کے بعد وصولی کی کوشش کی جائے۔اور جو شامل نہیں انھیں شامل کیا جائے۔

نائب صدر اوّل۔ نائب صدر دوئم۔ بیت النصر کی ڈیوٹیوں کی فہرست زعماء مہیا کریں گے ۔ وقار عمل کے ذریعے بیت النصر میں کیاریوں کا بندوبست کر کے پھول لگائے جائیں گے۔

نائب صدر صف دوئم۔ صف دوئم کے انصار سے رابطہ اور حضور انور کے ارشاد کے مطابق پروگرام بنا کر زعماء کو آگاہ کیا جائے گا۔

تعلیمی نصاب – Pensum – 2014

Periode	کتاب	Boktittel (norsk)	Vurdering
Januar Februar	پیغام صلح	Et budskap om fred	Prøve: februar 2014
Mars	نبیوں کا سردارؐ۔ غزوہ احد	Profeten Muhammads liv (fram til «Slaget ved Uhud»)	Prøve: april 2014
April	نبیوں کا سردارؐ۔ صلح حدیبیہ	Profeten Muhammads liv (til og med «Hudaybiya Traktaten»)	
Mai	نبیوں کا سردارؐ۔ آنحضرتؐ کی وفات	Profeten Muhammads liv (fram til «Profeten går bort»)	Prøve: juni 2014
Juni	نبیوں کا سردارؐ۔ آخر تک	Profeten Muhammads liv (fram til slutten av boken)	
Juli	اسلام اور عصر حاضر کے مسائل، باب اول	Islams svar på vår tidsspørsmål kapittel 1: Inter-religiøs fred og harmoni	Prøve: august 2014
August	اسلام اور عصر حاضر کے مسائل، باب دوئم	Islams svar på vår tidsspørsmål kapittel 2: Sosial fred	
September	اسلام اور عصر حاضر کے مسائل، باب سوئم	Islams svar på vår tidsspørsmål, kapittel 3: Sosial-økonomisk fred	Prøve: oktober 2014
Oktober	اسلام اور عصر حاضر کے مسائل، باب چہارم	Islams svar på vår tidsspørsmål, kapittel 4: Økonomisk fred	
November	اسلام اور عصر حاضر کے مسائل، باب پنجم	Islams svar på vår tidsspørsmål, kapittel 5: Politisk fred	Prøve: desember 2014
Desember	اسلام اور عصر حاضر کے مسائل، باب ششم	Islams svar på vår tidsspørsmål, kapittel 6: Individuell fred	

ansar.no

نشان حقیقت کی آرزو

(حضرت سیّدہ نوب مبارکہ بیگم صاحبہ)

مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں

جو خلوص دل کی رمق بھی ہے ترے ادعائے نیاز میں

ترے دل میں میرا ظہور ہے ترا سر ہی خود سر طور ہے

تری آنکھ میں مرا نور ہے مجھے کون کہتا ہے دور ہے

مجھے دیکھتا جو نہیں ہے تو، یہ تری نظر کا قصور ہے

مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں

جو خلوص دل کی رمق بھی ہے ترے ادعائے نیاز میں

مجھے دیکھ رفعت کوہ میں مجھے دیکھ پستی کاہ میں

مجھے دیکھ عجز فقیر میں مجھے دیکھ شوکت شاہ میں

نہ دکھائی دوں تو یہ فکر کر کہیں فرق ہو نہ نگاہ میں

مجھے دیکھ طالب منتظر مجھے دیکھ شکل مجاز میں

جو خلوص دل کی رمق بھی ہے ترے ادعائے نیاز میں

مجھے ڈھونڈ دل کی تڑپ میں تو مجھے دیکھ روئے نگار میں

کبھی بلبلوں کی صدا میں سن کبھی دیکھ گل کے نکھار میں

میری ایک شان خزاں میں ہے میری ایک شان بہار میں

خدا تعالیٰ کی صفات اربعہ "امّ الصفات"

(یہ مضمون مکرم اقبال احمد نجم مربی سلسلہ کی کتاب "صفات باری تعالیٰ" سے اخذ کیا گیا ہے)

ذاتی نام کے علاوہ خدا تعالیٰ کے صفاتی نام احادیث رسول ﷺ میں ۹۹ بیان کئے گئے ہیں جن میں سے ۲۹ تو ایسے ہیں جو لفظاً قرآن مجید میں موجود نہیں البتہ ان کے مشتقات ہیں اور ۷۰ نام بجنسہ موجود ہیں۔ اس وقت خدا تعالیٰ کی صرف ان چار صفات کا تذکرہ مقصود ہے جو سورت فاتحہ میں بیان ہیں اور جنہیں امہات الصفات کہا گیا ہے۔ سورت فاتحہ ہر رکعت نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ بزرگان دین اور اولیاء اللہ نے اس کے بار بار دھرانے کو روحانی مقاصد کے لئے مفید بتایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے صفات باری میں سے سورت فاتحہ یعنی ام القرآن جن صفات کے ذریعہ اپنا تعارف فرمایا ہے ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

" خدا تعالیٰ کی چار اعلیٰ درجہ کی صفتیں ہیں جو "ام الصفات" ہیں اور ہر ایک صفت ہماری بشریت سے ایک امر مانگتی ہے اور وہ چار صفتیں یہ ہیں۔ ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت، مالکیت یوم الدین۔

۱۔ **ربوبیت:** اپنے فیضان کے لیے عدم محض اشیاء یا مشابہہ بالعدم کو چاہتی ہے۔ اور تمام انواع مخلوق کے خواہ جاندار ہوں یا غیر جاندار اس سے پیرایہ وجود پہنتے ہیں۔

۲۔ **رحمانیت:** اپنے فیضان کے لیے صرف عدم کو چاہتی ہے یعنی اس عدم محض کو جس کے وقت میں وجود کا کوئی اثر اور ظہور نہ ہوا اور صرف جانداروں سے تعلق رکھتی ہے اور چیزوں سے نہیں۔

۳۔ **رحیمیت:** اپنے فیضان کے لیے موجود ذوالعقل کے منہ سے نیستی اور عدم کا اقرار چاہتی ہے اور صرف نوع انسان سے تعلق رکھتی ہے۔

۴۔ **مالکیت یوم الدین:** اپنے فیضان کے لیے فقیرانہ تضرع اور الحاح کو چاہتی ہے اور صرف ان انسانوں سے تعلق رکھتی ہے جو گداؤں کی طرح حضرت احدیت کے آستانہ پر گرتے ہیں اور فیض پانے کے لیے دامن اخلاص پھیلاتے اور سچ مچ اپنے آپ کو تہی دست پا کر خدا تعالیٰ کی مالکیت پر ایمان لاتے ہیں۔

ansar.no

یہ چار الٰہی صفات ہیں جو دنیا میں کام کر رہی ہیں اور ان میں سے جو رحیمیت کی صفت ہے وہ دعا کی تحریک کرتی ہے۔ اور مالکیت کی صفت خوف اور قلق کی آگ سے گداز کر کے سچا خشوع اور خضوع پیدا کرتی ہے کیونکہ اس صفت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ مالک جزاء ہے کسی کا حق نہیں جو دعویٰ سے کچھ طلب کرے اور مغفرت اور نجات محض فضل پر ہے۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن ج ۱۴ ص ۲۴۳)

ام الصفات کی ترتیب کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

" سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی چار صفتیں بیان فرمائی ہیں۔ یعنی رب العلمین، رحمٰن، رحیم، مالک یوم الدین اور ان چار صفتوں میں سے رب العٰلمین کو سب سے مقدم رکھا ہے اور پھر بعد اس کے صفت رحمٰن کو ذکر کیا اور پھر صفت رحیم کو بیان فرمایا، پھر سب سے اخیر صفت مالک یوم الدین کو لائے۔ پس سمجھنا چاہیئے کہ یہ ترتیب خدا تعالیٰ نے کیوں اختیار کی اس میں نکتہ یہ ہے کہ ان صفات اربعہ کی ترتیب طبعی ہے اور اپنی صورت میں اسی ترتیب سے یہ صفات ظہور پذیر ہوتی ہیں"

(براہین احمدیہ چہار حصص روحانی خزائن ج ا ص ۴۴۴)

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

" یہ چار صفتیں ہیں جو اس کے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں یعنی اس کے پوشیدہ وجود کا ان صفات کے ذریعہ سے اس دنیا میں پتہ لگتا ہے" (چشمہ معرفت روحانی خزائن ج ۲۳ ص ۲۷۹)

صفات باری تعالیٰ کو پیش کرنے کا یہ ایک نیا اسلوب ہے جس کی طرف راہنمائی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی ہے۔ اس اصول کے تحت خدا تعالیٰ کی ام الصفات کی تشریحات کے ساتھ ساتھ ان سے نکلنے والی دیگر صفات الٰہیہ کا علم حاصل کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات کا نیا عرفان حاصل ہوتا ہے۔ جو اس زمانے میں حضرت مسیح موعودؑ نے عطا فرمایا ہے۔ تا مخلوق خدا جو اپنے خالق و مالک سے دور جا پڑی ہے پھر سے اس کو پہچاننے لگ جائے۔ اور اس کے پیار اور حسن و احسان کے جلوے مشاہدہ کرے۔ اور اس طرح سے اس سے گرویدہ ہو کر عشق الٰہی کا مزہ چکھے۔

<u>پہلی ام الصفات ربوبیت کا فیضان:</u> " یہ وہ فیضان مطلق ہے کہ جو بلا تمیز ذی روح و غیر ذی روح افلاک سے خاک تک تمام چیزوں پر علی الاتصال جاری ہے۔ ہر ایک چیز کا عدم سے صورت وجود پکڑنا اور پھر وجود کا حد کمال تک پہنچنا اس فیضان کے ذریعہ سے ہے اور کوئی چیز جاندار ہو یا غیر جاندار اس سے باہر نہیں اسی سے وجود تمام ارواح و اجسام ظہور پذیر ہوا ہوتا ہے اور ہر ایک چیز نے پرورش پائی اور پاتی ہے۔ یہی فیضان تمام کائنات کی جان ہے اگر ایک لمحے کے لئے منقطع ہو جائے تو تمام عالم نابود

ہو جائے اور اگر نہ ہوتا تو مخلوقات میں سے کچھ بھی نہ ہوتا اس کا نام قرآن شریف میں ربوبیت ہے۔ اور اسی کی روح سے خدا تعالیٰ کا نام رب العلمین ہے“

ام الصفات ربّ کے تحت صفات الٰہیہ:

الرّبّ، الخالق، الباری، المصور، الخلاق، الصّانع، الفاطر، العالم، الرّزّاق، الباعث، الھادی، الذّاری، المدبّر، الاکرم، الغفار، المحی، الحیی، قیوّم، الفالق، المبدی، المعید، المقیت، الجبار، المحصی، المغنی، ذوالجلال والاکرام، الرّشید، ذوالطول، ذوالمعارج، الغالب، احسن الخالقین، خیر المنزلین۔

دوسری ام الصفات رحمانیت کا فیضان: ” یہ ایک خاص عنایت ازلیہ ہے جو جانداروں کے حال پر مبذول ہے یعنی ذی روح چیزوں کی طرف حضرت باری کی جو ایک خاص توجہ ہے۔ اس فیضان کی یہ تعریف ہے کہ یہ بلا استحقاق اور بغیر اس کے کہ کسی کا کچھ حق ہو سب ذی روحوں پر حسب حاجت ان کے جاری ہے۔ کسی کے عمل کی پاداش نہیں اور اسی فیضان کی برکت سے ہر ایک جاندار جیتا جاگتا کھاتا پیتا اور آفات سے محفوظ اور ضروریات سے متمتع نظر آتا ہے اور ہر ایک ذی روح کے لئے تمام اسباب زندگی کے جو اس کے لئے یا اس کے نوع کے بقا کے لئے مطلوب ہیں میسر نظر آتے ہیں اور یہ سب آثار اسی فیضان کے ہیں کہ جو کچھ روحوں کو جسمانی تربیت کے لئے درکار ہے سب کچھ دیا گیا ہے اور ایسا ہی جن روحوں کو علاوہ جسمانی تربیت کے روحانی تربیت کی بھی ضرورت ہے۔ یعنی روحانی ترقی کی استعداد رکھتے ہیں ان کے لئے قدیم سے عین ضرورتوں کے وقتوں میں کلام الٰہی نازل ہوتا رہا ہے۔ غرض اسی فیضان رحمانیت کے ذریعہ سے انسان اپنی کروڑ ہا ضروریات پر کامیاب ہے۔ سکونت کے لئے سطح زمین، روشنی کے لئے چاند اور سورج، دم لینے کے لئے ہوا، پینے کے لئے پانی، کھانے کے لئے انواع اقسام کے رزق اور علاج، امراض کے لئے لاکھوں طرح کی ادویہ اور پوشاک کے لئے طرح طرح کی پوشیدنی چیزیں اور ہدایت بانے کے لئے صحف ربانی موجود ہیں اور کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ یہ تمام چیزیں میرے عملوں کی برکت سے پیدا ہو گئی ہیں۔۔۔۔ پس ثابت ہے کہ یہ فیضان جو ہزارہا طور پر ذی روحوں کے آرام کے لئے ظہور پذیر ہو رہا ہے یہ عطیہ بلا استحقاق ہے جو کسی عمل کے عوض میں نہیں فقط ربانی رحمت کا ایک جوش ہے۔ تا ہر ایک جاندار اپنے فطرتی مطلوب کو پہنچ جائے اور جو کچھ اس کی فطرت میں حاجتیں ڈالی گئی ہیں وہ پوری ہو جائیں“

(براہین احمدیہ چہار حصص روحانی خزائن ج ا حاشیہ ۴۴۵)

ام الصفات رحمان کے تحت صفات الٰہیہ:

الرّحمٰن، المنّان، النّور، الوھّاب، المعطی، الواسع، الحکیم، الحلیم، الخبیر، المجید، الماجد، الحمید، الغنی، الحفیظ، الحفظ، الرّقیب، المتین، البرّ، المطھّر، الجاعل، السلام، المومن، المھیمن، البصیر، الشّافی، المولیٰ، الصّبور، خیر الرّازقین، النّصیر، خیر النّاصرین۔

تیسری امّ الصفات رحیمّیت کا فیضان: ”لیکن فیضان خاص میں جہد اور کوشش اور تزکیہ قلب اور دعا اور تضرع اور توجہ الی اللہ اور دوسرا ہر طرح کا مجاہدہ جیسا کہ موقع ہو شرط ہے اور اس فیضان کو وہی پاتا ہے جو ڈھونڈتا ہے اور اس پر وارد ہوتا ہے جو اس کے لئے محنت کرتا ہے۔ اور اس فیضان کا وجود بھی ملاحظہ قانون قدرت سے ثابت ہے کیونکہ یہ بات بدیہی ہے کہ خدا کی راہ میں سعی کرنے والے اور غافل رہنے والے دونوں برابر نہیں ہوسکتے۔ بلاشبہ جو لوگ اس کی سچائی سے خدا کی راہ میں کوشش کرتے ہیں اور ہر ایک تاریکی اور فساد سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں ایک خاص رحمت ان کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ اسی فیضان کی روح سے خدائے تعالیٰ کا نام قرآن شریف میں رحیم ہے۔ اور یہ مرتبہ صفت رحیمیت کا بوجہ خاص ہونے اور مشروط بہ شرائط ہونے کے مرتبہ صفت رحمانیت سے موخر ہے۔“ (براہین احمدیہ چہار حصص روحانی خزائن ج ا حاشیہ ۴۵۱)

آپ علیہ السلام صفت رحیمیت کے ذیل میں ایک جگہ فرماتے ہیں ” اب دعا سے انکار کرنا یا اس کو بے سود سمجھنا یا جذب فیوض کے لئے اس کو ایک محرک قرار نہ دینا گویا خدا تعالیٰ کی تیسری صفت سے جو رحیمیت ہے انکار کرنا ہے مگر یہ انکار درپردہ دہریت کی طرف ایک حرکت ہے کیونکہ رحیمیت ہی ایک ایسی صفت ہے جس کے ذریعہ سے باقی تمام صفات پر یقین بڑھتا اور کمال تک پہنچتا ہے۔ وجہ یہ کہ جب ہم خدا تعالیٰ کی رحیمیت کے ذریعہ سے اپنی دعاؤں اور تضرعات پر الٰہی فیضوں کو پاتے ہیں اور ہر قسم کی مشکلات حل ہوتی ہیں تو ہمارا ایمان خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کی قدرت اور رحمت اور دوسری صفات کی نسبت بھی حق الیقین تک پہنچتا ہے اور ہمیں چشم دید ماجرا کی طرح سمجھ آجاتا ہے کہ خدا تعالیٰ درحقیقت حمد اور شکر کا مستحق ہے اور درحقیقت اس کی ربوبیت اور رحمانیت اور دوسری صفات سب درست اور صحیح ہیں لیکن بغیر رحیمیت کے ثبوت کے دوسری صفات بھی مشتبہ رہتی ہیں“

(ایام الصلح روحانی خزائن ج ۱۴ ص ۲۴۳، ۲۴۴)

ام الصفات رحیم کے تحت صفات الٰہیہ:

السمیع، المجیب، اللطیف، الکریم، الودود، الرّءوف، الولیّ، خیر الرّاحمین، ارحم الرّاحمین، الغافر، قابل التّوب، توّاب، خیر الغافرین، ذومغفرۃ، ذورحمۃ، الشّکور، الشّاکر، کاشف الضّر، الوکیل، العفوّ، القابض، الباسط، المعزّ، المذلّ، المقدّم، المؤخّر، خیر الماکرین، الرّفع، الوفی، الکفیل، الواجد، المغیّر، النّافع۔

چوتھی ام الصفات ملکیت کا فیضان: " اس آخری فیضان میں کہ جو تمام فیوض کا خاتمہ ہے۔ جو کچھ پہلے فیضانوں کی نسبت عند العقل زیادتی اور کمالیت متصور ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ یہ فیضان نہائت منکشف اور صاف طور پر ہو اور۔۔۔ شخص فیضیاب کو بطور حق الیقین یہ امر مشہود اور محسوس ہو کہ حقیقت میں وہ مالک الملک ہی اپنے ارادہ اور توجہ اور قدرت خاص ایک نعمت عظمیٰ اور لذت کبریٰ اس کو عطا کر رہا ہے۔ اور حقیقت میں اس کو اپنے اعمال صالح کی ایک کامل اور دائمی جزا جو کہ نہائت اصفیٰ اور نہائت اعلیٰ اور نہائت مرغوب اور نہائت محبوب ہے مل رہی ہے کسی قسم کا امتحان اور ابتلا نہیں ہے۔ اور ایسے فیضان اکمل اور اتم اور ابقیٰ اور اعلیٰ اور اجلہ سے متمتع ہونا اس بات پر موقوف ہے کہ بندہ اس عالم ناقص اور مکدر اور کثیف اور تنگ اور منقبض اور ناپائیدار مشتبہ الحال سے دوسرے عالم کی طرف انتقال کرے کیونکہ یہ فیضان تجلیات عظمیٰ کا مظہر ہے جن میں شرط ہے کہ محسن حقیقی کا جال بطور عریاں اور بمرتبہ حق الیقین مشہود ہو اور کوئی مرتبہ مشہود اور ظہور اور یقین کا باقی یہ رہ جائے اور کوئی پردہ اسباب معتادہ کا درمیان میں نہ ہو اور ہر ایک دقیقہ معرفت تامہ کا مکمل قوت سے حیزّ فعل میں آجائے اور نیز فیضان بھی ایسا منکشف اور معلوم الحقیقت ہو کہ اس کی نسبت آپ خدا نے یہ ظاہر کر دیا ہو کہ وہ ہر ایک امتحان اور ابتلا کی کدورت سے پاک ہے۔۔۔ ہاں اس فیضان اخص سے ان کامل انسانوں کو اسی زندگی میں کچھ حظ پہنچتا ہے کہ جو سچائی کی راہ پر کامل طور پر قدم مارتے ہیں اور اپنے نفس کے ارادوں کو خواہشوں سے الگ ہو کر بکلی خدا کی طرف جھک جاتے ہیں کیونکہ وہ مرنے سے پہلے مرتے ہیں اور اگرچہ بظاہر صورت اس عالم میں ہیں لیکن در حقیقت وہ دوسرے عالم میں سکونت رکھتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ چہار حصص روحانی خزائن ج ا حاشیہ ص ۴۵۵۔۴۵۶)

ام الصفات مالک کے تحت صفات الٰہیہ:

المالک، الملک، ملیک، مالک الملک، ملکوت، العزیز، القدّوس، المتکبّر، القہّار، القاھر، الواحد، الصّمد، الفتّاح، خیر الفاتحین، العظیم، العلیّ، الکبیر، الوالی، الشّھید، الحق، القوی، شدید العقاب، سریع العقاب، شدید العذاب، شدید البطش، مخزی الکافرین، بری من المشرکین، موھن کید الکافرین، اشدّ باسا، الضّار، شدید المحال، الحسیب، سریع الحساب، اسرع الحاسبین، الحکم، احکم الحاکمین، خیر الفاصلین، القاضی، مبتلی، القادر، المقتدر، الخافض، المتوفّی، الممیت، الباقی، الوارث، الجامع، الجلیل، العدل، الاولّ۔ الآخر، الظاھر، الباطن، ذوالعرش۔

چاروں ام الصفات کا مفہوم اور ان کی تشریح حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے الفاظ میں پیش کی گئی ہے۔ جب انسان ان صفات کے عرفان حاصل کرنے کے لئے سمندروں میں غوطہ زن ہوتا ہے تو جو ایسے سالک کے دل کی کیفیت ہوتی ہے وہ بھی آپ ملاحظہ کیجئے: آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جب انسان خدا تعالیٰ کی ان صفات کے بارہ میں غور کرتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ کی دعا کے شروع میں بیان فرمایا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے جلال کی تمام صفات اور ثناء اس پر مشتمل ہے۔ اور ہر قسم کے شوق اور محبت کے لئے محرک ہے اور یہ بھی جان لیتا ہے کہ اس کا رب تمام فیوض کا سرچشمہ ہے تمام بھلائیوں کا منبع، تمام آفات کا دور کرنے والا اور ہر قسم کی جزا سزا کا مالک ہے۔ نیز یہ کہ مخلوق کی پیدائش اسی سے شروع ہوئی ہے اور آخر کار مخلوقات اسی کی طرف لوٹائی جائیں گی۔ اور وہ عیوب و نقائص اور برائیوں سے پاک ہے اور تمام صفات کمال اور ہر قسم کی خوبیاں اس میں پائی جاتی ہیں تب انسان لازماً اللہ تعالیٰ کو ہی ضرورتوں کو پورا کرنے والا اور تمام ہلاکتوں سے نجات دینے والا یقین کر لیتا ہے اور اسی کی رضا کی تلاش میں ہر قسم کے مصائب کو برداشت کرتا ہے۔ چاہے وہ نشانہ پر بیٹھنے والے تیر سے قتل کیوں نہ کر دیا جائے رنج و غم اسے بے بس نہیں کر سکتے اور نہ وہ جانتا ہے کہ تھکان کیا چیز ہوتی ہے۔ خدائے محبوب اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور بندہ چاہتا ہے کہ وہی اس کا مطلوب ہے اپنے مالک کی رضا حاصل کرنے کے لئے راستوں کی تلاش اس کے لئے آسان ہو جاتی ہے لہٰذا وہ اس کی طرف لے جانے والی راہوں میں پوری کوشش کرتا ہے خواہ وہ ہلاک کیوں نہ ہو جائے۔ اور وہ کسی آزمائش کے خوف سے ڈرتا نہیں بلکہ ہر ابتلا کے لئے سینہ سپر ہو جاتا ہے اور اسی کے لئے اس کی محبت کے تذکرہ کے سوا اور کوئی ذکر باقی نہیں رہتا۔ دوسرے افکار اسے فریفتہ نہیں کرتے اور وہ خواہشات کی سواری سے اتر پڑتا ہے تا وہ خدا کی رضا کے گھوڑوں پر سوار ہو اور وہ جستجو کی باگیں بٹتا ہے تا وہ خدا کے حضور پہ پہنچنے کے لئے دور کی مصافت طے کرے اور وہ ہمیشہ اس کے قرب میں رہتا ہے اور اپنے پیاروں میں سے کسی کو بھی اس کا ثانی نہیں بناتا اور اس کا دل خدا کے شریکوں کے درمیان بھٹکتا نہیں پھر تا وہ یہی دعا مانگتا رہتا ہے کہ:

یا رب تسلیم قلبی و تکفینی لجز بی و جلبی و لن یصیبنی حسن الا خرین۔

اے میرے رب میرے دل کو اپنے قبضہ میں محفوظ رکھ مجھے اپنی طرف کھینچنے اور مائل کرنے کے لئے تو کافی ہو جا اوروں کا حسن مجھے کبھی فریفتہ نہ کر سکے۔ آمین۔“

(کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن ج ۷ ص ۱۴۳ مطبوعہ ۱۹۸۴ لندن)

ایک وبائی بیماری میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بتایا کہ ان ناموں کا ورد کیا جائے: **”یا حفیظُ یا عزیزُ یا رفیق“**۔ یعنی اے حفاظت کرنے والے، اے عزت والے اور غالب، اے دوست اور ساتھی!

فرمایا ”رفیق خدا تعالیٰ کا نیا نام ہے جو کہ اس سے پیشتر اسمائے باری تعالیٰ میں کبھی نہیں آیا“۔ (البدر جلد ۲ نمبر ۵۳ صفحہ ۲۸ مورخہ ۱۸؍ستمبر ۱۹۰۳ء)

غزل (مبارک صدیقی)

دل کسی کے پیار میں سرشار تھا ایسا کہ بس
اور پھر وہ بھی گل و گلزار تھا ایسا کہ بس

ایک تو دل ڈھونڈتا رہتا تھا کوئی غم شناس
دوسرے وہ شخص بھی غمخوار تھا ایسا کہ بس

ہم کہ آئے تھے خزاں کے شہر سے اجڑے ہوئے
وہ کہ اک شاداب برگ وبار تھا ایسا کہ بس

ایک تو اس قافلے میں لوگ تھے مہتاب سے
دوسرے وہ قافلہ سالار تھا ایسا کہ بس

آئینے رکھے ہوں جیسے چاندنی کے شہر میں
نوروں نہلایا وہ حسن یار تھا ایسا کہ بس

پوچھتے ہو دوست کیا احوال وصل یار کا
ایک منظر خواب کے اس پار تھا ایسا کہ بس

کیا نظارہ تھا مبارک آنکھ جگمگ ہوگئی
روبرو میرے رخ انوار تھا ایسا کہ بس

دعوت الی اللہ اور ہماری ذمہ داریاں

مجلس شوریٰ 2012 کی تجویز برائے دعوت الی اللہ کی سفارشات جس کی منظوری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے کے تحت دعوت الی اللہ کے سلسلہ میں حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات زعماء کے توسط سے تمام انصار تک پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم ممکن ہے اب بھی ایسے انصار ہوں جن تک یہ ارشادات نہ پہنچ سکے ہوں اس لئے اب انھیں "رسالہ انصار اللہ" میں شائع کیا جارہا ہے تا کہ تمام انصار تک پہنچ سکیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین صدر مجلس انصار اللہ و قائد تبلیغ مجلس انصار اللہ ناروے

معاشرے پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سلامتی کے پیغام کو دوسروں تک پہنچاؤ

آج احمدی کے علاوہ کوئی نہیں جو اسلام کی سلامتی کی تعلیم کو دنیا میں پھیلا سکے اگر ہم نے اپنی ذمہ داریاں صحیح طور پر ادا نہ کیں تو ہم اس عہد پر عمل کرنے والے نہیں ہوں گے جو ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔

\" از خطبہ جمعہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ یکم جون 2007 \"

ان مغربی ممالک میں عموماً ہر کوئی اپنے میں مگن رہتا ہے ان لوگوں کی ایک زندگی بن گئی ہے کہ اپنا گھر یا اپنے بہت قریبی ہمسائے کا وہ تصور یہاں ہے ہی نہیں جو اسلام نے ہمیں سکھایا ہے۔ یہی اسلام کی خوبی ہے کہ ہر بظاہر چھوٹے سے چھوٹی بات کی طرف بھی توجہ دلا دی اور پھر اس کے نتیجے کے طور پر بڑی بڑی جنتوں کی خبریں دیں تا کہ ہر طرح سے معاشرے میں سلامتی پھیلانے کے لئے ہر مومن کوشش کرے۔ تو جب ان لوگوں سے سلامتی کا پیغام پہنچاتے ہوئے ہم تعلق رکھیں گے، جب ان لوگوں کو یہ پتہ چلے گا کہ یہ لوگ بے غرض ہو کر ان سے تعلق رکھ رہے ہیں، ان کے یہ تعلق ہماری ہمدردی کے لئے ہیں، تو یہ لوگ خوش بھی ہوتے ہیں اور حیران بھی ہوتے ہیں کیونکہ اس کی ان کو عادت نہیں ہے۔ ان باتوں کا، اس خوشی کے اظہار کا، ان کی باتوں اور خیالات سے بڑا واضح پتہ لگ رہا ہوتا ہے۔ اس تعلق کو بڑھانے کی وجہ سے فطرت کی جو آواز ہے۔ اگر نیک فطرت ہے تو فطرت تو ہر ایک سے یہ چاہتی ہے کہ نیکی کا سلوک ہو۔ فطرت کی وہ آواز ان کے اندر بھی انگڑائی لیتی ہے۔ وہ بھی اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ ہمارے ہمسائے ہمارے سے نیک تعلق کی وجہ سے رابطہ رکھ رہے ہیں۔ کوئی مفاد یا ذاتی منفعت حاصل کرنا ان کا مقصد نہیں ہے۔ اِلّا ماشاء اللہ اکثریت اس بات پر خوش ہوتی ہے۔

تو سب ہمسایوں سے حسن سلوک جہاں سلامتی کی ضمانت ہے وہاں اس سے تبلیغ کا بھی بہترین راستہ کھل جاتا ہے۔ اگر ان لوگوں میں مذہب سے دلچسپی نہیں ہے تو کم از کم ایسے لوگوں کے ذہنوں سے اسلام کے خلاف جو زہر بھرا گیا ہے وہ نکل جاتا ہے۔ اگر ہمسائیگی کی وسعت ذہن میں ہو تو پوری دنیا میں سلامتی اور صلح کی بنیاد پڑ سکتی ہے۔ دنیا سے فساد دُور ہو سکتا ہے۔

سچائی ایک ایسی چیز ہے جو کہ نبی کے سچا ہونے کے لئے اور تبلیغ کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ ہے

اب اسلام کی ترقی احمدیت کی ترقی سے وابستہ ہے لیکن اس ترقی کا حصہ بننے کے لئے اس سچائی کے پھیلانے کے لئے جو احمدیوں کی ذمہ داری ہے اس کو ادا کرنے کے لئے ہمیں اپنے عمل بھی سچے کرنے ہوں گے۔

\" از خطبہ جمعہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفتہ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ 9 ستمبر 2011 \"

اگر ہم نے اس غلبے کا حصہ بننا ہے جو اسلام کے لئے مقدر ہے انشاء اللہ، اگر ہم نے اس غلبے کا حصہ بننا ہے جس کا وعدہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے ساتھ بھی کیاہے توپھر ہمیں ہر آن اپنا محاسبہ کرنے کی ضرورت ہے کہ کس حد تک ہم سچے ہیں۔ اپنے گھروں میں، اپنے ماحول میں، اپنے جماعتی معاملات میں، اپنے کاروباری معاملات میں ہمیں جائزے لینے ہوں گے۔ اگر جائزے بے چینی پیدا کر دینے والے ہیں تو پھر ہمیں فکر کی ضرورت ہے۔ بیشک احمدیت کا غلبہ تو یقینی ہے انشاء اللہ اور اس غلبے کو ہم ہر روز مشاہدہ بھی کر رہے ہیں لیکن سچائی کا حق ادا نہ کرنے والے اس غلبے کا حصہ بننے سے محروم رہیں گے۔

اللہ کرے کہ ہم سچائی کے پھیلانے کا یہ روحانی حربہ استعمال کر کے دنیا کے سعید فطرتوں اور نیکیوں کے متلاشیوں کو جمع کر کے ان کے ذریعہ صدق کی ایسی دیواریں کھڑی کرنے والے بن جائیں جس کو کوئی جھوٹی اور شیطانی طاقت گرا نہ سکے۔ اور پھر یہ صدق کا نور جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے وہ نور جو خدا تعالیٰ کے نور کا پرتو ہے دنیا میں پھیلے اور پھیلتا چلا جائے، انشاء اللہ، اور دنیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہو کر توحید کے نظارے دیکھنے والی بن جائے، اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔

پس سچائی ایک ایسی چیز ہے جو نبی کے سچا ہونے کے لئے اور تبلیغ کے لئے ایک بہت بڑا ذریعہ ہے، تبھی تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے انبیاء کی اس بات کو کہ میں ایک عمر تک تم میں رہا ہوں کبھی جھوٹ نہیں بولا کیا اب بولوں گا، اس بات کو اپنے پیاروں کی ایک بہت بڑی خاصیت اور صفت کے طور پر پیش فرماتا ہے۔

نیک نمونہ سب سے بڑی تبلیغ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ تمام انسانیت کو آنحضور ﷺ کی حقیقی تعلیم کے جھنڈے تلے لے آئیں۔

\"از خطبہ جمعہ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ 23 مئی 2003 \"

پس آج ہمارا جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب جماعت ہے اور جو سب سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کے محبت اور عشق کی دعویدار ہے اور اس زمانہ میں مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ ہم صرف دعویٰ ہی نہیں کر رہے بلکہ حقیقت میں آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آپ کے حکم کے مطابق ہم نے امام کو پہچانا اور مانا اور ہم اس جماعت میں داخل ہو گئے ہیں جس پر ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہے کہ وہ آئندہ بھی دنیا کی اصلاح کی کوشش کرتی رہے گی، ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ ہم اس عشق کو سچ کر دکھائیں اور امت مسلمہ کو خصوصاً کہ وہ ہمارے محبوب ﷺ کی طرف منسوب ہونے والے ہیں اور تمام انسانیت کو عموماً آنحضور ﷺ کی حقیقی تعلیم کے جھنڈے تلے لے آئیں۔

اور اس کے ساتھ سب سے بڑھ کر ہمیں خود بھی اپنی اصلاح کرنی ہوگی۔ اس طرف توجہ دینی ہو گی کیونکہ نیک نمونہ سب سے بڑی تبلیغ ہے۔ اللہ کرے ہمارا شمار ان خوش قسمت لوگوں میں ہو جن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی فکر کو دیکھ کر یہ وعدہ کیا تھا کہ تیرے راستہ پر چل کر میرا قرب حاصل کرنے والے ہوں گے۔

"دعا کے لئے رقّت والے الفاظ تلاش کرنے چاہئیں۔ یہ مناسب نہیں کہ انسان مسنون دعاؤں کے ایسا پیچھے پڑے کہ ان کو جنتر منتر کی طرح پڑھتا رہے اور حقیقت کو نہ پہچانے۔۔۔۔۔ اپنی زبان میں جس کو تم خوب سمجھتے ہو، دعا کرو تا کہ دعا میں جوش پیدا ہو"۔ (ملفوظات جلد ا صفحہ ۵۳۸)۔

حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ سورۃ فاتحہ قرآن کا خلاصہ اور اس کا مغز ہے اور اس سورۃ کو کثرت کے ساتھ پڑھنا چاہئے۔ اگر کوئی آپ سے یہ پوچھتا کہ کوئی وظیفہ بتائیں تو آپ اسے نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ سورۃ فاتحہ کثرت سے پڑھنے کی ہدایت فرماتے اور آپ کا خود بھی یہ معمول تھا کہ ہر دعا سے پہلے سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے۔

"سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی اور گناہوں سے نجات حاصل ہو کیونکہ گناہوں ہی سے دل سخت ہو جاتا اور انسان دنیا کا کیڑا بن جاتا ہے۔ ہماری دعا یہ ہونی چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہم سے گناہوں کو جو دل کو سخت کر دیتے ہیں دور کر دے اور اپنی رضامندی کی راہ دکھلائے"۔ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۰)

"مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ انہوں نے حضور سے عرض کیا کہ مجھے نسیان کی بیماری بہت غلبہ کر گئی ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ پڑھا کرو۔ الحمد للہ کہ اس سے مجھے بہت ہی فائدہ ہوا"۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم صفحہ ۱۹ اروایت نمبر ۴۹۰)

"دعا میں خدا تعالیٰ نے بڑی قوتیں رکھی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہو گا دعا ہی کے ذریعہ ہو گا"۔ (ملفوظات جدید ایڈیشن جلد ۵ صفحہ ۳۶)

"دعا ایسی چیز ہے کہ خشک لکڑی کو بھی سرسبز کر سکتی ہے اور مردہ کو زندہ کر سکتی ہے اس میں بڑی تاثیریں ہیں"۔ (ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۰۰)

انصاراللہ ناروے آپ کا اپنا رسالہ ہے اس کے لئے مفید مشورے اور مضامین کی ضرورت ہے۔ اراکین مجلس انصاراللہ سے درخواست ہے کہ رسالہ کے لئے علمی، معلوماتی، تاریخی اور دلچسپ مضامین بھجوائیں۔ کوشش کریں کہ مضامین کمپیوٹر پر inpage یا word میں لکھ کر بھجوائیں۔ مضامین مشورے اس ایڈریس پر بھیجے جاسکتے ہیں۔

ahmedrizwan@online.no **جزاکم اللہ۔**

درود شریف سے صفاتِ الٰہیہ کا ظہور

اللہ تعالیٰ کا قرآن کریم میں ارشاد ہے۔و سلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العلمین۔ اس سے پہلے آتا ہے سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون۔ ان دو آیتوں کا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کے مرسلوں کو معصوم تسلیم کرنا۔ ہر عیب اور ہر نقص سے پاک اور سلامتی کے ساتھ ماننا ہی اس بات کی دلیل اور علامت ہے کہ سب کی سب اور کامل حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس کی حمد کی یہ شان ہے کہ وہ سب عالموں کی ربوبیت کا فیضان ہر وقت نازل فرمارہا ہے اور جس کی ربوبیت کے ماتحت خدا کے مرسلوں کی بعثت ظہور میں آئی اور بالآخر محمد رسول اللہ ﷺ جیسے عظیم الشان مرسل کو تمام دنیا کی قوموں اور سب عالموں کی ربوبیت کے لئے مبعوث فرمایا۔ تا خدا تعالیٰ کی حمد کے اظہار کے علاوہ دہریوں اور مشرکوں پر یہ ثابت کرے کہ تیرا رب جس نے اے رسول تجھے مبعوث فرمایا بہت بڑی عزت والا ہے اور ان سب نقائص اور عیوب سے منزہ ہے جن کو اس قدّوس اور سبوح ذات کی طرف جاہل مشرک اور دہریہ لوگ منسوب کرتے ہیں۔

پس صلوا علیہ وسلّموا تسلیماً کے ارشاد میں صلوٰۃ کے علاوہ سلام بھیجنے کی غرض انہی معنوں میں ہے جیسا کہ اوپر بیان کر دیا گیا چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر درود شریف پڑھنے کے لئے جو الفاظ مسنونہ صلوٰۃ کے ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کی صفت حمید اور مجید کو پیش کیا گیا جس کا یہ مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ کی حمد اور مجد کو آنحضرت ﷺ کے مرسل ہونے کی حیثیت اور آپ کی صداقت کے ظہور کے ساتھ خاص طور پر تعلق ہے۔

(حیات قدسی، حصہ پنجم ص ۱۳۹)

انتخاب

اس کالم میں مختلف اخبار ورسائل میں چھپنے والے مفید مضامین مختصراً قارئین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

ناک، گلے اور سانس کی بیماریوں کا آسان حل

۱۔ ابلتے پانی میں بڑا چمچہ شہد، خالی پیٹ، صبح، شام چائے کی طرح گرم گرم پیا جائے۔

۲۔ ناک کی بیماریوں میں بڑا چمچہ زیتون کا تیل، سوتے وقت لیں۔ اکثر اوقات ہفتہ بھر میں شفا ہو جاتی ہے۔

۳۔ زیتون اور کلونجی کا مرکب صبح، شام ناک میں ڈالا جائے۔ یہ بہت مفید ہے۔

۴۔ Propolis کے چند قطرے یا کیپسول آدھے گلاس نیم گرم پانی میں ملا کر دن میں دو تین دفعہ پینے سے جراثیم سے متاثرہ گلا اور پرانی کھانسی جس میں بار بار انفکشن ہوتا ہو، کے لئے مفید ہے۔ پرانی سوزش کے لیے بھی مفید ہے۔

۵۔ شہد اور کھجوریں مریض کی جسمانی کمزوری کو فوری فائدہ پہنچاتی ہیں۔ زیادہ کمزوری کی صورت میں رائل جیلی بھی مفید ہو سکتی ہے۔

۶۔ خشک ادرک کو پیس کر اسے شہد پر چھڑک کر کھایا جائے تو یہ کھانسی کے لئے شفا ہے۔

۷۔ نبی کریم ﷺ نے متعدی بیماریوں کے مریضوں سے بات کرتے وقت ایک سے ڈیڑھ میٹر کا فاصلہ رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ نے مریضوں کو کھانسنے اور چھینکنے کے دوران منہ کے آگے کپڑا یا ہاتھ رکھنے کا حکم دیا ہے۔

۸۔ وٹامن ڈی قوت مدافعت کو بڑھانے میں مددگار ہوتا ہے۔

ansar.no

۹۔ ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک روایت لکھی ہے جس کے مطابق حضور ﷺ نے فرمایا کہ زیتون کے تیل سے علاج کیا کرو۔ اسے کھاؤ اور لگاؤ۔ کیوں کہ یہ ایک مبارک درخت سے میسر آتا ہے۔

۱۰۔ ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ اگر میتھی کے فوائد کو صحیح طور پر جان لیں تو وہ سونے کے عوض تول کر لینے میں تردد نہ کریں۔ (محمد احمد ذہبی)

کہا جاتا ہے کہ مچھلی کے تیل سے بڑھ کر فوائد میتھی میں موجود ہیں۔

بلڈ پریشر اور نمک

عالمی ادارہ صحت کی ایک تازہ رپورٹ کے مطابق صرف ہائی بلڈ پریشر قلب و شریانوں کے ۵۰ فیصد امراض کا سبب ہوتا ہے۔

رپورٹ کے مطابق دس لاکھ بالغ افراد کے تفصیلی مطالعہ اور معائنے سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ قلب اور شریانوں کے امراض سے ہائی بلڈ پریشر کا بہت گہرا تعلق ہوتا ہے اور بلڈ پریشر کو معمول پر رکھنے میں غذا میں نمک کی مقدار اہم کردار ادا کرتی ہے۔ نمک کی مقدار کم کرنے سے دنیا میں ۲۱ ملین افراد کو معذوریوں سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

واضح رہے کہ نمک تین صورتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک قدرتی شکل میں، جس میں نمک تقریباً تمام قدرتی غذاؤں میں موجود ہوتا ہے۔ دوسری صورت میں کھانے کی تیاری میں اسے شامل کیا جاتا ہے۔ تیسری صورت میں کھانا کھاتے وقت اسے کھانے میں شامل کیا جاتا ہے۔ عالمی ادارہ صحت کی سفارش کے مطابق نمک کے روزانہ استعمال کی مقدار ۵ گرام روزانہ سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے۔ نمک کا استعمال جتنا کم ہو گا ہائی بلڈ پریشر کی سطح بھی اسی قدر کم رہے گی۔ اسی طرح اس سے ہونے والے امراض کے خطرات بھی کم رہیں گے۔

یاد رہے کہ ابتدا میں ہائی بلڈ پریشر کی کوئی خاص علامت ظاہر نہیں ہوتی۔ علامات کا آغاز عموماً اس وقت ہوتا ہے جب ہائی بلڈ پریشر مختلف اعضاء پر اپنا اثر کر چکا ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ چالیس سال سے اوپر افراد سال میں کم از کم دو مرتبہ اپنا بلڈ پریشر اپنے ڈاکٹر سے ضرور چیک کروائیں۔ جو افراد ہائی بلڈ پریشر کے مریض ہیں انہیں کم از کم ہر تین ماہ بعد اپنا کنٹرول کروانا چاہئے۔ اور اپنے ڈاکٹر کے مشورہ سے اس کی دوائی باقاعدگی سے جاری رکھنی چاہیے۔

بند گوبھی

۔بند گوبھی سے قبض، معدہ کے زخم، السر، سر درد، وزن کم کرنے، جلدی امراض مثلاً اگزیما، یرقان، جوڑوں کے درد، امراض چشم، دل کی بیماریوں، بڑھاپے کے اثرات گھٹانے اور نسیان کے مرض الزائمر کی علامتیں دور کرنے میں مفید ہے۔

۔بند گوبھی میں نارنگی یا سنگترے سے بھی زیادہ وٹامن سی ہوتا ہے۔ اور وٹامن سی وہ بہترین انٹی آکسیڈینٹ ہے جو فری ریڈیکلز کا مقابلہ کرکے بڑھاپے کی آمد کو سست کرتا ہے۔ نزلہ زکام کو کم کرتا ہے۔

۔ بند گوبھی میں ریشے بہت زیادہ ہوتے ہیں جس سے قبض نہیں ہوتا اور بواسیر سے بھی بچت ہو جاتی ہے۔ یہ بڑی آنت کے کینسر کے لیے بھی مفید ہے۔

۔ اس میں گندھک کی مقدار مناسب ہوتی ہے جس سے زخم جلد بھر جاتے ہیں۔ اسی طرح اس میں خون صاف کرنے کی تاثیر بھی ہوتی ہے، یورک ایسڈ کو خارج کرتا ہے جو جوڑوں کے درد، گنٹھیا اور گردوں میں پتھری بننے کا ایک سبب ہوتا ہے۔

۔بند گوبھی میں موجود آیوڈین سے دماغی اور اعصابی نظام بہتر طور پر کام کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔

۔اس میں وٹامن ای بھی ہوتا ہے جو جلد، آنکھ اور بالوں کی صحت بہتر رکھتا ہے۔

۔وزن کم کرنے میں انتہائی مفید بتائی جاتی ہے۔

۔بند گوبھی کو سلاد، سالن، اور سوپ میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

کچھ مزید ہلتھ ٹپس:

۔چکوترے (Grape fruit) کا استعمال وزن کم کرنے اور ذیابیطس کے مریضوں کے لئے مفید ہے۔ تحقیق کے مطابق چکوترے میں وٹامن، کیلشیم اور پوٹاشیم بڑی مقدار میں پائے جاتے ہیں۔ ہر کھانے سے پہلے آدھا چکوترا کھانے سے ہر ہفتے وزن میں ایک پونڈ کی کمی ممکن ہے۔

۔سبز ٹماٹر کا گودا انسانی پٹھوں کی بڑھوتی اور مضبوطی کے لئے انتہائی مفید ہے۔اس کے استعمال سے پٹھوں کی مختلف بیماریوں سے بچا جاسکتا ہے۔طبی ماہرین نے کہا ہے کہ ورزش نہ کرنے والے افراد کے لئے سبز ٹماٹروں سے حاصل ہونے والا گودا کسی اکسیر سے کم نہیں۔

۔روزانہ دہی کا استعمال پیٹ کی بیماریوں سے بچاؤ، ہائی بلڈ پریشر اور وزن کم کرنے میں مددگار ہے۔دہی میں موجود جرثومے دل اور دماغ کی صحت کے ساتھ ساتھ لمبی عمر کرنے کے لئے بھی نہائت مفید ہیں۔یاد رہے کہ ناروے میں ملنے والا یوگرٹ دہی کا متبادل نہیں کیونکہ اس میں وہ جرثومے نہیں ہوتے۔یوگرٹ کی بجائے Biola کا استعمال زیادہ مفید ہے۔

۔نہار منہ پانی پینے سے بہت سی بیماریوں سے بچا جاسکتا ہے۔

۔ صبح وشام خاص طور پر رات کے کھانے کے بعد پیدل چلنا صحت کے لئے نہائت مفید ہے۔

۔ تقریباً پچاس گرام بھونے ہوئے چنے روزانہ استعمال کئے جائیں تو بھی قبض سے بچاؤ رہتا ہے۔ طب یونانی میں قبض کو ام الامراض یعنی بیماریوں کی ماں قرار دیا گیا ہے۔

۔ لمبی زندگی اور تندرستی کے لئے دن میں کم از کم ۳یا۱۰ منٹ کے لئے لمبے لمبے سانس (ناک کے ذریعہ) کھلی ہوا میں لیں۔ رازانہ غسل کریں اور بدن کو اچھی طرح صاف رکھیں۔ اپنے آپ کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کریں۔دنیاوی تکالیف پر پریشان نہ ہوں۔

جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے:

”سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ ۔اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ“۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۸)

HELSE OG HYGIENE

Når det gjelder en spesiell faktor skiller islam seg på et unikt vis fra andre verdensreligioner. Den angir retningslinjer for god kroppshygiene hvis like ikke er å finne i andre religioner, og erklærer fysisk renhet som det første steg mot åndelig måloppnåelse. Man undres over oppbyggingen og fullkommenheten til disse retningslinjene, og en kan ikke annet enn å bøye sitt hode i tilbedelse av Allah, den nåderike, for at Han har introdusert oss for en komplett og enestående verden i form av Koranen. Hver gang man studerer denne boken, viser den oss nye kunnskaper.

Videre har Allah gitt oss den ærverdige profeten Muhammad saw , som var en personifisering av Koranens lære. Han etterlot sitt liv som et eksempel for hele menneskeheten, og uavhengig av farge, tro eller nasjonalitet kan enhver person strebe etter å etterligne hans levesett.

Forholdet mellom kropp og sjel, som den ærverdige profeten Muhammad saw har vist eksisterer, har ikke blitt avdekket av noen andre profeter før han. Heller ikke filosofer og andre vise menn har evnet å vise til denne kunnskapen. Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad as tar for seg en liten del av denne kunnskapen når han forklarer:

”Først vil jeg be dere huske på at ifølge islams bok er menneskets fysiske tilstand nært knyttet til dets moralske og åndelige tilstand, faktisk i så høy grad at selv måten å spise og drikke på spiller en rolle i utformingen av dets moralske og åndelige egenskaper... Det er av den grunn det legges så stor vekt på ytre renhet og renslighet, på legemets rette stilling i enhver form for hengivelse og bønn, og også på alle bud som angår den indre renhet og moralske rettskaffenhet. Forbindelsen mellom menneskets fysiske og åndelige side trer svært klart frem dersom man nøye iakttar hvordan man reagerer på fysiske påvirkninger eller omvendt.”

Videre sier han: ”Slik finnes der en naturlig forbindelse mellom legeme og sjel, og alle fysiske handlinger som f.eks. å spise, drikke, sove, gå, bevege seg, hvile osv. frembringer nødvendigvis en tilsvarende virkning på det som angår sjelen, som noe som ikke manifesteres i det ytre... Alt dette viser at der eksisterer en hemmelighetsfull forbindelse mellom menneskets legeme og sjel, selv om løsningen på dette mysterium kanskje ligger utenfor den menneskelige forståelse og fatteevne.”

Islam presenterer derfor ingen oppdiktet filosofi som anser det åndelige og det fysiske å være uten relasjon til hverandre. Religionen forteller i stedet at reformasjonen av ens sjel begynner i reformasjonen av ens kropp.

Den ærverdige profeten Muhammad saw har vist oss mange ulike måter å beskytte seg fra urenhet på. Bl.a. har han vektlagt munnhygiene og sagt følgende: ”Børsting renser tennene, og børsting av tennene gleder Allah.” En annen gang skal han ha sagt: ”Hadde det ikke vært for at jeg tenkte på byrden det ville innebære for mine tilhengere, ville jeg ha beordret dem å be Isha'a bønnen noe senere, og samtidig ville jeg bedt dem børste tennene før hver eneste bønn”. (Bukhari og Muslim)
I en annen beretning vektlegges viktigheten av å rense kroppen: ”Å ta et bad på fredag er påbudt for enhver muslim”. (Bukhari)

1) En åpenbaring går alltid i oppfyllelse.
Det finnes mange eksempler på at åpenbaringer som profeten Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham) mottok, gikk i oppfyllelse, men det er ikke dette som er temaet for min tale i dag. Derfor vil jeg her og nå nøye meg med bare ett eksempel. Vi leser i Koranen: *"I Allahs navn, den mest Nåderike, den evig Barmhjertige. / Alif Lam Mim. / Romerne er blitt beseiret / i et land nær ved, og de vil etter sitt nederlag snart seire, / om noen få år. Allah tilhører makten før og etter - og på den dag vil de troende fryde seg / over Allahs hjelp... (30:1-6)* Det arabiske ordet *bidh'a*, som her blir oversatt med "noen", betyr egentlig 3 – 9. Perserne under Khosroes drev romerne tilbake. Damaskus falt i år 613, Jerusalem i år 614, deretter Egypt og Lilleasia. Denne åpenbaringen kom i år 616. I år 624, altså før 9 år var gått, rykket den romerske keiser Heraklios inn i Persia og ødela det store ildtempelet i Gandzak. Perserne var polyteister, flergudsdyrkere, romerne var monoteister, de dyrket én gud, og kampen gjaldt noe langt mer enn nasjoners makt. Det dreide seg om en kamp mellom polyteisme og monoteisme. Derfor var denne profetien så betydningsfull.
2) Den som mottar åpenbaringen, er ikke bare syndfri, men et moralsk forbilde som omskaper sine omgivelser.

Vi kjenner til en rekke beretninger som viser at Muhammads bysbarn i Mekka alle satte ham høyt på grunn av hans ærlighet og høye moralske standard – inntil han sto fram som profet. Han hadde blant annet tilnavnet al amin, som kan oversettes med "en man kan stole på", og hele sitt liv senere tilbrakte han i ytterste fattigdom selv om han etter hvert ble den mektigste av alle i Arabia.
3) Hans misjon krones alltid med suksess.

Hvem i år 610, da profeten Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham) mottok sine første åpenbaringer, eller for den saks skyld i år 632, da døde, ville ha trodd at den religion som ble åpenbart gjennom ham, ville ha mer enn en milliard tilhengere 1400 år senere, og at hundrevis av millioner av mennesker flere ganger hver eneste dag ville be Gud om å velsigne Muhammad og bevise Sin nåde mot ham?
4) Hans misjon forkastes i begynnelsen, men vinner på tross av alle odds.

Profeten Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham), som til da var blitt møtt med stor respekt av sine medborgere i Mekka, ble forkastet av de fleste da han sto fram som profet. Han ble forfulgt, og hans fiender sto ham etter livet. 8 år senere vendte han tilbake til Mekka som seierherre som viste sine tidligere så hatefulle motstandere nåde og barmhjertighet.
5) Hans åpenbaringer inneholder alltid oppfordringen til å dyrke bare Gud.
Jeg kunne ha gitt mange eksempler. Jeg nøyer meg med ett, Koranens surat al-ikhlas, som lyder: *"I Allahs navn, den mest Nåderike, den evig Barmhjertige. / Si: Han er Allah, den Eneste, / Allah, den Uavhengige, som alt avhenger av. / Han avler ikke, heller ikke er Han født, / og ingen er Hans like. (112:1-5)* Det var nettopp disse versene jeg resiterte ved åpningen av denne talen.
6) Før sin kallelse til profet er han aktet og æret av dem som senere blir hans motstandere.
Her nøyer jeg meg med å vise til det jeg sa under punkt 2 nå nettopp.
7) Hans åpenbaringer inneholder viten som ligger utenfor hans og hans samtids horisont.

Jeg ga et eksempel på dette under punkt 1. "Nei, jeg kan ikke bevise Guds eksistens, men jeg kan sannsynliggjøre den," sa jeg for en stund siden. Jeg sa også: "Muslimene har i høyeste grad fått nyte fruktene av Guds ufattelige nåde ved at Gud, Allah, gjennom Sin engel Gabriel lot profeten Muhammad motta åpenbaringen av Koranen." Jeg mener at jeg nå har vist at Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham) var en sann profet. Jeg gjentar: Han var en sann profet. Og det sentrale i hans budskap var læren om den éne Gud, Allah. For meg er dette sannsynliggjøring god nok. For meg er dette faktisk også bevis godt nok. Den sanne profeten talte om noe som er sant, Guds eksistens.

Ifølge boken ”Muhammad. Liv og lære” av den danske ahmadiyyamuslimen Abdus Salam Madsen nevnes det her tre typer åpenbaring: Inspirasjon (på arabisk *wahy*), som betyr en tanke som plutselig synes å komme til et menneske utenfra. Det er den laveste form for åpenbaring. Deretter følger sanne drømmer (drømmer som går i oppfyllelse), visjoner med symbolsk betydning, eventuelt at man hører ord klart og tydelig. Og som den tredje og høyeste form for åpenbaring har man det som på arabisk kalles *wahy matluww*, den resiterte åpenbaring, som av en engel bringes til en profet og foreleses for denne slik at den blir uutslettelig innprentet i hans intellekt, og som det deretter er profetens plikt å bringe videre. Det var denne formen for åpenbaring profeten Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham) mottok. I en klippehule på fjellet Hirã ved Mekka sto en natt engelen Gabriel foran ham med en bokrull i hånden og bød ham å lese. Muhammad (Allahs fred og velsignelse være med ham) svarte: ”Hva skal jeg lese?” eller ”Jeg kan ikke lese.” Setningen på arabisk muliggjør begge disse oversettelsene. Tre ganger gjentok dette seg. Engelen presset ham voldsomt, og i en smertefull tilstand mottok han ordene:

iqra bisme rabbe / qalazi halaq / halaqal in sana min alaq / iqra wa rabbokal aqram / allazi allama bil qalam / allamal in sana ma lam ya lam

”Les i navnet til din Herre, som skapte, / skapte mennesket av en klump blod. / Les, og din Herre er all nådes Herre, / som lærte ved pennens hjelp - / lærte mennesket hva det ikke visste.” (96:2-6)

Jeg forlater profeten for en stund, og vender tilbake til filosofen. Descartes trakk etter mye grubling konklusjonen ”Cogito, ergo sum”, ”Jeg tenker, altså er jeg”. Kanskje kan vi si på tilsvarende måte ”Deus monet, ergo est”, ”Gud åpenbarer, altså er Han”, men her vil en skeptiker med en gang innvende at det finnes mennesker som opplever hallusinasjoner og andre fenomener som vi vil betegne som sykelige. Hvordan kan vi være sikre på at det som hevdes å være åpenbaringer, ikke bare er falsknerier eller hallusinasjoner? Dette var innvendinger som også profeten Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham) ble møtt med. Man hevdet at han var gal, var besatt, noen mente at han var en dikter, og atter andre mente at han var en spåmann på lik linje med gamle arabiske astrologer, stjernetydere. Vi kan lese om dette i Koranen, hvor påstandene blir imøtegått. For eksempel leser vi i surat al-qalam: *”I Allahs navn, den mest nåderike, den evig barmhjertige. / Vi kaller til vitne blekkhuset og pennen og hva de skriver: / At du – ved din Herres nåde – ikke er besatt. / Og for deg er det visselig en uendelig belønning, / og du bygger visselig på høye moralske egenskaper, / og du vil snart se, og de vil også se, hvem av dere som er hjemsøkt av vanvidd.” (67:1-7)* Og i surat al-haqqah leser vi: *”Nei, jeg sverger ved det dere ser, / og det dere ikke ser: / Sannelig, dette er et edelt sendebuds ord, / og det er ikke en dikters ord. Lite er det dere tenker. / Og det er ikke en spåmanns ord. Lite tenker dere dere om. / Det er en åpenbaring fra verdenenes Herre.” (69:39-44)* Neida, det jeg er her har sitert fra Koranen, er ikke bevis på profeten Muhammads (Allahs velsignelser og fred være med ham) sannhet. Det jeg har sitert, viser bare, som jeg sa i sted, noen av de innvendinger som ble rettet mot ham, og som for så vidt er blitt rettet mot alle sanne profeter opp gjennom tidene.

Hvordan kan vi skille en virkelig åpenbaring fra hallusinasjoner og andre sykelige fenomener? Koranen gir oss kriterier, og jeg vil gjengi noen av disse kriteriene slik de er listet opp i Abdus Salam Madsens bok ”Muhammad. Liv og lære”. Han nevner syv kriterier, men understreker at rekkefølgen ikke indikerer noen rangorden. De syv kriteriene er: 1) En åpenbaring går alltid i oppfyllelse. 2) Den som mottar åpenbaringen, er ikke bare syndfri, men et moralsk forbilde som omskaper sine omgivelser. 3) Hans misjon krones alltid med suksess. 4) Hans misjon forkastes i begynnelsen, men vinner på tross av alle odds. 5) Hans åpenbaringer inneholder alltid oppfordringen til å dyrke bare Gud. 6) Før sin kallelse til profet er han aktet og æret av dem som senere blir hans motstandere. 7) Hans åpenbaringer inneholder viten som ligger utenfor hans og hans samtids horisont.

Tenk etter. Hva var det jeg listet opp? Syv kriterier på at en åpenbaring er sann. Enhver som vet en del om profeten Muhammad (Allahs velsignelser og fred være med ham), vil umiddelbart se at disse kriteriene passer på ham.

La oss se på disse punktene ett for ett:

all vitenskap. Om ikke enhver virkning hadde en årsak, ville det være umulig å forutsi uvær og jordskjelv, sol- og måneformørkelser eller utviklingen av en sykdom en pasient måtte ha. Om en forsker eller filosof ikke åpent godtar Guds eksistens, så gjør han det faktisk indirekte, fordi også han søker etter alle tings årsak. I tillegg ville en gudsfornekter, dersom han ble brakt i en tilstand hvor han var renset for alle tillærte tenkemåter og lærdommer, innrømme at Gud virkelig finnes. Dette er bevist av fremstående eksperter. Det verset vi har sitert, viser da også klart at en persons fornektelse av Gud bare er et utslag av jordisk og verdslig påvirkning, for menneskets innerste, sanne natur bevitner Hans eksistens uten den minste skygge av tvil.»

Overskriften på dette kapittelet i boken «Islamske grunntanker» av Den utlovede Messias, Hazrat Mirza Ghulam Ahmad (fred være med ham) var altså: «Beviser på Guds eksistens», men jeg må nok erkjenne at en som tviler på Guds eksistens, neppe vil oppfatte dette som beviser, og det er vel også riktigere å betegne det som argumenter for Guds eksistens mer enn beviser for.

Jeg tror faktisk ikke at det er mulig å bevise Guds eksistens, bare sannsynliggjøre den, slik den utlovede Messias (fred være med ham) gjorde, og jeg vil snakke litt mer om det..

I Koranen leser vi:

"Sendebudet tror på det som er åpenbart ham fra hans Herre, og det gjør de troende også; alle tror de på Allah og Hans engler og Hans bøker og Hans sendebud, og sier: Vi gjør ikke forskjell på noen av Hans sendebud. Og de sier: Vi hører, og vi adlyder. Vår Herre, gi oss Din velsignelse, og til Deg vender vi tilbake. / Allah bebyrder ingen sjel over dens evne. Den tilkommer det den har fortjent, og over den kommer det den har ervervet seg av ondt. ..." (2:286 – 287).

I det jeg her har sitert, finner vi Islams seks trospunkter. De er: Troen på 1) Allah, 2) Hans engler, 3) Hans bøker, 4) Hans sendebud, 5) Dommens dag og det evige liv, 6) Allahs bestemmelse av godt og ondt.

Jeg vil sitere om igjen noe av det som jeg siterte fra Koranen nå nettopp: *"Sendebudet tror på det som er åpenbart ham fra hans Herre, og det gjør de troende også; alle tror de på Allah og Hans engler og Hans bøker og Hans sendebud..."*. Ja, vi som er muslimer, tror på Allah og Hans engler og Hans bøker og Hans sendebud. Det betyr at vi ikke bare tror på Gud, men at vi også tror på nettopp de redskaper Gud bruker til å vise oss at Han eksisterer. Når vi ser på religionshistorien, ser vi at Gud har brukt sine engler, som har vist seg ikke bare for de få som er blitt utvalgt til å være profeter, men også vist seg for andre; vi kjenner til mange profeter; vi kjenner til mange hellige skrifter. Muslimene har i høyeste grad fått nyte fruktene av Guds ufattelige nåde ved at Gud, Allah, gjennom sin engel Gabriel lot profeten Muhammad motta åpenbaringen av Koranen.

Om Allah hadde villet, kunne Han ha nøyd seg med å være alle tings opphav, men aldri senere grepet inn i historien. Om så hadde vært tilfelle, var det deistene som hadde hatt rett. Jeg minner i den forbindelse om den definisjonen på deisme som jeg nevnte tidligere i denne talen: Deisme er betegnelsen på den oppfatning som går ut på at det finnes en personlig guddom som er alle tings opphav, men at denne guddommen ikke senere har grepet inn. En deist avviser tanken på åpenbaringer og mirakler.

Ifølge Islam er det ikke slik. Ifølge Islam åpenbarer Gud Seg. I Koranen leser vi: "Det tilkommer ikke noe menneske at Allah skulle tale til det unntagen gjennom inspirasjon eller bak et slør, eller ved å sende et sendebud som så åpenbarer hva Han vil med Hans tillatelse. Sannelig, Han er Opphøyet, Allvis." (42:52)

alislam.no ahmadiyya.no ansar.no

ARABISK
Vår Herre er Han som har gitt alt dets rette form, og deretter rettledet det. (20:51)

Dersom vi betrakter enhver skapnings form og natur; mennesker, dyr på land og i hav, fugler osv., så ser vi hvor detaljert alle ting er tilpasset sin livsform og natur. Dette er et svært omfattende emne, og vi vil be våre tilhørere å reflektere alvorlig over det.

Et annet argument for Guds eksistens er at Gud er den opprinnelige årsak til alle ting, alle årsakers årsak. Den hellige Koranen sier:
ARABISK
Og at hos din Herre er slutten. (53:43)
Vi vet at hele skapelsen, hele universet, fungerer etter et system av årsak og virkning. Dette systemet ligger til grunn for all kunnskap og viten. Ingen del av skapelsen faller utenfor dette. En ting kan være selve roten til en annen ting, mens andre igjen kan være forgreninger fra den.

En årsak kan være den absolutt første, eller den kan være en følge av en annen årsak som igjen kan være resultatet av enda en annen osv. En slik rekke av årsak og virknng kan ikke være uendelig; den må ha sin opprinnelse et sted, en absolutt første årsak. Denne endelige og absolutte årsaken er universets Skaper.

Enda et bevis på Skaperens eksisten finner vi i dette verset:
ARABISK
Det tilkommer ikke solen å innhente månen, og heller ikke kan natten ile fra dagen.Enhver av dem svever i sin krets. (36:41)

Uten en planlegger og styrer bak alt dette, ville det fort ha endt i fullstendig kaos. For en astronom er dette et vektig argument. En aldri så liten forandring i disse enorme himmellegemers baner og bevegelser ville lett bringe forferdelige ødeleggelser. Hvilken manifestasjon av guddommelig makt er det så ikke når disse legemer hverken støter sammen eller forandrer kurs, hverken reduserer sin hastighet eller slites ut av sin vandring gjennom millioner av år! Hvordan er det mulig at et slikt storslått system kunne fortsette å virke gjennom slike ufattelige tidsrom uten å oppløses i uorden og kaos, dersom det ikke finnes en planlegger og opprettholder bak det? Også et annet sted i Koranen henviser Den allmektige Gud til det samme:
ARABISK
Er det noen tvil om Gud, himmelens og jordens skaper? (14:11)

Et annet bevis på Skaperens eksistens fremsettes slik:
ARABISK
Alt som finnes på jorden vil forsvinne, / og bare din Herres åsyn, Majestetens og Ærens Herre, vil forbli. (55:27-28)

Om vi antar at jorden og andre himmellegemer ødelegges og gjøres til intet, at det ikke lenger er spor igjen etter det materielle univers, så vil vår fornuft likevel tilsi at noe må finnes tilbake; - noe som aldri dør eller forandres og forfaller. Dette ene er Gud; Han som har skapt alt dødelig ut av ingenting, og som Selv aldri kan berøres av døden.

Et annet bevis for Guds eksistens finner vi når Gud spør menneskenes sjeler:
ARABISK
Han sa: Er ikke Jeg deres Herre? Da svarte de: Jo, det bevitner vi. (7:173)

Gjennom spørsmål og svar viser Gud oss her noe som er karakteristisk for sjelen; nemlig at den ut fra sin natur ikke kan benekte Guds eksistens. De personer som fornekter Gud, gjør det fordi de ikke synes de finner bevis for Hans eksistens som de vil godta. Likevel innrømmer de at enhver virkning må ha en årsak. Ingen er vel så dum å mene at om han blir syk, så finnes det ingen årsak til denne sykdommen. Forkaster man systemet av årsak og virkning, forkaster man samtidig alle prinsipper og

Vi har også det såkalte moralske gudsbevis. Det går ut fra menneskets moralske bevissthet og trekker den konklusjon at ettersom det finnes en slik ”moralsk lov” nedlagt i menneskets bevissthet, må det også finnes en lovgiver, altså Gud.

Så vil jeg nevne ytterligere et gudsbevis, eller for å være mer korrekt, ytterligere et forsøk på gudsbevis. Det er det etnologiske eller historiske gudsbevis, som bygger på den tanke at ettersom en form for gudstro forekommer i alle kulturer, kan den ikke bero på en illusjon.

Alle de gudsbevis, eller for fortsatt å være mer korrekt, forsøk på gudsbevis, som jeg har nevnt til nå, er blitt imøtegått av mange. For eksempel mente Thomas Aquinas at gudsbeviset til Anselm av Canterbury ikke var holdbart, og den store tyske filosofen Immanuel Kant (1724 – 1804) mente at Guds eksistens ikke kan bevises, men regnet gudsideen som et postulat av den praktiske fornuft, altså som noe som, uten å kunne bevises, likevel gjør krav på gyldighet.

Immanuel Kant døde for litt mer enn 200 år siden, i 1804. Nå vil jeg gå ytterligere noen hundre år tilbake i tid, til årene 1596 – 1650. Da levde René Descartes, som blir kalt ”den nye filosofiens far”. For folk flest er han nok mest kjent for utsagnet ”Cogito, ergo sum”, ”Jeg tenker, altså er jeg”. I sitt skrift ”Meditationes de prima philosophia” (1641) går Descartes ut fra at det kan tviles om alt, om sansenes vitnesbyrd, om den ytre verdens eksistens, om riktigheten av våre slutninger, for det kan tenkes at Gud skuffer oss ved falske forestillinger. Det gjelder å finne et fast holdepunkt i denne uvissheten. Dette faste holdepunktet finner Descartes i selve tvilen. Å tvile er å tenke. At jeg tviler, betyr følgelig at jeg tenker, men idet jeg tenker, må jeg også være til. ”Cogito, ergo sum”. Ut fra denne slutningen går Descartes så videre, og mener blant annet at forestillingen om Gud som et uendelig vesen har en slik realitet i seg at den ikke kan tenkes å ha sin årsak i noe annet enn et slikt uendelig vesen selv. Nå skal ikke jeg gå videre inn på Descartes’ tenkning når det gjelder Gud. Når jeg tok ham med i denne talen, var det ikke på grunn av hans tenkning om Gud, men hans utgangspunkt i at det kan tviles om alt.

Når vi tar for oss spørsmålet om Guds eksistens, kan vi egentlig aller først stille oss selv spørsmål som: Finnes vi? Finnes **jeg**? Ja, finnes jeg, eller er jeg en illusjon? Eksisterer dere som sitter foran meg nå, eller er dette bare noe jeg innbiller meg? Og for dere, finnes jeg som nå står på denne talerstolen, eller er jeg bare en illusjon den enkelte av dere har, om dere da i det hele tatt finnes... Slik kan man spekulere i det uendelige, og jeg, og mange med meg, tumler sikkert av og til med slike tanker, men i det daglige oppfører vi oss som om vi eksisterer, og vi oppfører oss som om andres eksistens er reell, og ikke bare noe vi innbiller oss.

Jeg vender tilbake til Descartes, ”Cogito, ergo sum,” ”Jeg tenker, altså er jeg,” og tar utgangspunkt i det. Jeg er, jeg finnes, jeg eksisterer.

En påstand: Jeg eksisterer.
Et spørsmål: Eksisterer Gud?

Jeg har vært inne på forsøkene på å bevise Guds eksistens. Alle de gudsbevis som er blitt framsatt, er også blitt imøtegått. For min del kan jeg ikke si annet enn at jeg tror at Gud eksisterer, ja, jeg er overbevist om at Gud eksisterer, og jeg kan framføre en rekke argumenter for det, men jeg kan ikke bevise det.

Hva sier så Den utlovede Messias (fred være med ham)?

I sin bok «Islami Usul ki Filasafi», utgitt på norsk med tittelen «Islamske grunntanker» er det et kapittel med overskriften «Bevis på Guds eksistens». Her skriver Den utlovede Messias (fred være med ham) følgende:

«Vi skal nå se på de klare og ugjendrivelige bevis Den hellige koranen har gitt oss til støtte for Guds eksistens. Et sted sier den:

alislam.no alislam.no alislam.no

Polyteisme er tro på, og dyrking av, flere guder. Så langt jeg kjenner til, vil man i de fleste, kanskje alle, polyteistiske religioner finne tanken på at det blant de mange gudene finnes en skapergud, en gud som står over alle de andre gudene.
Teisme **anerkjenner en guddom og oppfatter denne guddommen på den ene side som en personlig skapermakt uavhengig av, og opphøyd over, verdensaltet, og på den annen side som et stadig virkende forsyn.**

En **teist** vil altså, i motsetning til ateisten og agnostikeren, mene at Gud finnes; til forskjell fra deisten vil teisten ikke avvise tanken på åpenbaringer og mirakler; til forskjell fra panteisten vil teisten mene at Gud ikke bor i verdensaltet, men er opphøyd over det.

En **muslim** tror på Gud, Allah, som en personlig skapermakt, en som er opphøyd over verdensaltet, en som åpenbarer seg. Altså må vi kunne kategorisere muslimen som **teist,** og følgelig antar jeg at dere som er tilhørere her i dag, og som vet at jeg er ahmadiyya-muslim, nå regner med at jeg vil fortsette denne talen med å snakke om Gud – Allah ut fra den forutsetning at Han eksisterer, men jeg må be om litt tålmodighet.

GUDS EKSISTENS er temaet for denne talen. Ut fra momenter som jeg har tatt for meg så langt i talen, mener jeg å kunne trekke den konklusjon at det finnes tre hovedoppfatninger: 1) Gud eller guddommer finnes, 2) Gud eller guddommer finnes ikke, 3) vi vet ikke hvorvidt Gud eller guddommer finnes eller ei.

I leksika kan man slå opp på nøkkelordet **gudsbevis**, som er betegnelsen på forsøk på filosofiske bevis på Guds eksistens. Jeg vil kort omtale noen berømte tenkere og deres forsøk på gudsbevis.

De gamle grekere var polyteister, det vil si at de trodde på mange guder, med Zevs som skapergud og øverste gud. Den greske filosofen Sokrates (469 – 399 f. Kr.) brukte det faktum at verden og mennesket finnes, som bevis på gudenes eksistens.

Anselm (1033 – 1109), som var en av de store skikkelser i europeisk middelalder, og som etter hvert ble erkebiskop av Canterbury, er kjent for sitt ontologiske gudsbevis. Det går ut på at eksistensen av noe nødvendigvis hører med til et begrep. Det vil si at det at forestillingen om et fullkomment vesen, som vi kaller Gud, i det hele tatt finnes, innebærer at det eksisterer noe som svarer til denne forestillingen. Virkelig eksistens er en slags fullkommenhet, slik at forestillingen om et fullkomment vesen innebærer en selvmotsigelse hvis det ikke eksisterer noe som svarer til den.

De mest kjente gudsbevis i europeisk åndshistorie tror jeg nok er de fem gudsbevis som Thomas Aquinas (1225 – 1274) framsatte i sitt verk ”Summa Theologica”. Thomas Aquinas regnes som den romersk-katolske kirkes største kirkelærer, og han ble betegnet bl.a. som ”princeps philosophorum”, dvs. ”filosofenes fyrste”. Jeg skal ikke gå svært dypt inn i de gudsbevis han framsatte, men så sentrale som disse gudsbevisene var i europeisk teologisk tenkning gjennom hundrevis av år, må jeg si litt. Thomas Aquinas mente ikke at filosofien kunne bevise **hva** Gud er, men bare **at** det må være en Gud til. Ifølge Thomas Aquinas er det en kjensgjerning at intet i naturen har den tilstrekkelige årsak for å være seg selv. Det må være en årsak av en annen orden, en transcendent årsak, altså en årsak som ligger utenfor eller overskrider den menneskelige erfarings og erkjennelses grenser. Dette synet ligger til grunn for de fem bevis, eller, som Thomas Aquinas selv benevnte dem, ”fem veier” til Gud. For nå å sitere direkte fra Aschehougs leksikon (utg. 1972) litt av det som står under oppslagsordet **Thomas Aquinas**: ”Mest kjent er han for sine fem bevis for Guds eksistens; 1) Gud som den første ubevegelige beveger, 2) Gud som alle årsaksrekkers opphav, 3) Gud som det eneste som er til med nødvendighet i tilfeldighetenes skiftinger, 4) Gud som det absolutt skjønne og gode som all konkret skjønnhet og godhet låner sin karakter fra, og 5) tingenes formålstjenlige karakter peker henimot Gud som den universelle intelligens.”

بسم الله الرحمن الرحيم

GUDS EKSISTENS
av
Noor Ahmad Truls Bølstad

Foredrag på Jalsa salana søndag 25. september 2013 i Baitun Nasr

"I Allahs navn, den mest Nåderike, den evig Barmhjertige. / Si: Han er Allah, den Eneste, / Allah, den Uavhengige, som alt avhenger av. / Han avler ikke, heller ikke er Han født, / og ingen er Hans like. (112:1-5)

For noen dager siden ble jeg bedt om å holde tale på årets jalsa. Temaet skulle være GUDS EKSISTENS. Min innvending var at jeg mente å huske at dette temaet hadde jeg holdt tale om tidligere. Det var på Jalsa salana i oktober i 2007. Den gang holdt vi arrangementet i Letohallen på Dal ved Eidsvoll.

Min innvending om at jeg holdt en tale over temaet GUDS EKSISTENS for 6 år siden, ble imidlertid ikke godtatt som argument godt nok til å la meg slippe unna i år. Derfor står jeg her.

GUDS EKSISTENS.

Dette er et stort, komplisert og nær sagt uuttømmelig tema.

Selve temaet GUDS EKSISTENS er helt nøytralt, men straks man skal begynne å snakke om det, vil man enten selv måtte ta stilling til **om** Gud eksisterer, eller man må referere til de ulike oppfatninger som finnes; eventuelt kan man kombinere disse tilnærmingene til temaet, og det er det jeg har tenkt å gjøre her.

Før jeg går videre, vil jeg gjøre oppmerksom på at i store deler av denne talen vil jeg bruke betegnelsen Gud, med ordet skrevet med stor G. Det vil være den formen som ligger nærmest opp til ordet Allah i Koranen.

Når det gjelder spørsmålet om Guds eksistens, finnes det en rekke oppfatninger. Jeg skal referere de viktigste av dem ganske kort, og i alfabetisk rekkefølge.

Agnostisisme kommer av gresk agnostos, som betyr "en som ikke vet". En agnostiker vil mene at vi ikke vet om Gud eksisterer eller ikke.

Ateisme er tanken om at Gud ikke eksisterer. En ateist er ikke i tvil om Guds eksistens. En ateist er overbevist om at Gud ikke eksisterer.

Deisme er betegnelsen på den oppfatning som går ut på at det finnes en personlig guddom som er alle tings opphav, men at denne guddommen ikke senere har grepet inn. En deist avviser tanken på åpenbaringer og mirakler.

Panteisme er det syn at Gud bor i verdensaltet, slik at Gud og verdensaltet er ett og samme.

ansar.no

Oversettelsen

1. I Allahs navn, den Nåderike, den Barmhjertige.

23. Han er Allah, det er ikke noen gud unntagen Ham (alene). Han kjenner det skjulte og det åpenbare, og Han er deb Nåderike, den barmhjertige.

24. Han er Allah, det er ingen gud unntagen Ham (alene), kongen, den Hellige, den som skjenker fred (og sunnhet), Den som gir sikkerhet, Beskytteren, den Allmektige, den Sterke, den Opphøyde. Hellig er Allah (og fri for enhver mangel, og høyt hevet) over det de setter ved siden (av Ham).

25. Han er Allah, Skaperen, Den som påbegynner skapelsen, Den som gir (alle ting) form. Han tilkommer de skjønneste (og beste) navnene. (Alt) som er i himlen og på jorden lovpriser Ham, og Han er den Allmektige, den Allvise.

ansar.no ansar.no ansar.no

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ﴿۱﴾

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ ۚ عٰلِمُ الۡغَيۡبِ
وَالشَّهَادَةِ‌ ۚ هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ ﴿۲۳﴾
هُوَ اللّٰهُ الَّذِىۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ‌ ۚ اَلۡمَلِكُ
الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُهَيۡمِنُ
الۡعَزِيۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَكَبِّرُ‌ ؕ سُبۡحٰنَ اللّٰهِ
عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ﴿۲۴﴾
هُوَ اللّٰهُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ
لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى‌ ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا
فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ‌ ۚ وَهُوَ
الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۲۵﴾ ع ٣ ٧ ٦

(59. Al Hasjr)

AL ASMAA AL HUSNAA
THE BEAUTIFUL ATTRIBUTES OF
ALLAH

هو الله الذي لا إله إلا هو

- الله — ALLAAH — ALLAH
- الرحمن — AR-RAHMAAN — THE MOST GRACIOUS
- الرحيم — AR RAHEEM — THE MOST MERCIFUL
- الملك — AL MALIK — THE OWNER/RULER
- القدوس — AL QUD-DOOS — THE MOST PURE/HOLY
- السلام — AS SALAAM — THE SOURCE GIVER OF PEACE
- المؤمن — AL MU'MIN — THE GRANTER OF SECURITY / FAITH
- المهيمن — AL MUHAYMIN — THE GUARDIAN
- العزيز — AL 'AZEEZ — THE ALMIGHTY
- الجبار — AL JABBAAR — THE POWERFUL THE RESTORER
- المتكبر — AL MUTAKAB-BIR — THE MAJESTIC
- الخالق — AL KHAALIQ — THE CREATOR
- البارئ — AL-BAARI' — THE MAKER
- المصور — AL MUSAW-WIR — THE FASHIONER OF FORMS
- الغفار — AL-GHAFFAAR — THE EVER FORGIVING
- القهار — AL QAH-HAAR — THE ONE WHO HAS CONTROL OF ALL
- الوهاب — AL WAH-HAAB — THE GIVER OF ALL
- الرزاق — AR RAZ-ZAAQ — THE EVER PROVIDING
- الفتاح — AL FAT-TAAH — THE OPENER, REMOVER OF DIFFICULTIES
- العليم — AL ALEEM — THE ALL KNOWING
- القابض — AL QAABID — THE RESTRAINER
- الباسط — AL BAASIT — THE EXPANDER / RELIEVER
- الخافض — AL KHAAFID — THE ONE WHO HUMBLES
- الرافع — AR RAAFI — THE EXALTER
- المعز — AL-MU`IZZ — THE GIVER OF HONOUR
- المذل — AL MU-ZHIL — THE GIVER OF DISGRACE
- السميع — AS SAMEE' — THE ALL HEARING
- البصير — AL BASEER — THE ALL SEEING
- الحكم — AL HAKAM — THE JUDGE
- العدل — AL `ADL — THE JUST
- اللطيف — AL LATEEF — THE GENTLE, THE SUBTLY KIND
- الخبير — AL KHABEER — THE ALL AWARE
- الحليم — AL HALEEM — THE FORBEARING, THE INDULGENT
- العظيم — AL 'A-ZHWEEM — THE GREAT
- الغفور — AL GHAFOOR — THE ALL FORGIVING
- الشكور — ASH SHAKOOR — THE GRATEFUL
- العلي — AL ALIYY — THE MOST HIGH
- الكبير — AL KABEER — THE MOST GREAT
- الحفيظ — AL HAFEEZ — THE PRESERVER
- المقيت — AL MUQEET — THE NOURISHER
- الحسيب — AL HASEEB — THE RECKONER OF JUDGEMENT
- الجليل — AL JALEEL — THE MOST HIGH/HOUNOURABLE
- الكريم — AL KAREEM — THE GENEROUS
- الرقيب — AR RAQEEB — THE WATCHFUL
- المجيب — AL MUJEEB — THE ONE WHO RESPONDS / ANSWERS
- الواسع — AL WAASI' — THE ALL ENCOMPASSING
- الحكيم — AL HAKEEM — THE ALL WISE
- الودود — AL WADOOD — THE LOVING/KIND ONE
- المجيد — AL MAJEED — THE ALL GLORIOUS
- الباعث — AL BAA'ITH — THE RESTORER OF LIFE
- الشهيد — ASH SHAHEED — THE WITNESS
- الحق — AL-HAQQ — THE TRUTH
- الوكيل — AL WAKEEL — THE ONE IN CHARGE
- القوي — AL QA-WIYY — THE MOST STRONG
- المتين — AL MATEEN — THE FIRM
- الولي — AL WA-LIYY — THE PROTECTING FRIEND, PATRON AND HELPER
- الحميد — AL HAMEED — THE ALL PRAISEWORTHY
- المحصي — AL MUSHEE — THE ASSESSOR
- المبدئ — AL MUBDI' — THE ORIGINATOR OF ALL
- المعيد — AL MU-EED — THE RESTORER
- المحيي — AL MUHYI — THE GIVER OF LIFE
- المميت — AL MUMEET — THE GIVER OF DEATH
- الحي — AL HAYY — THE EVER LIVING
- القيوم — AL QAY-YOOM — THE SELF SUBSISTING PROVIDER OF ALL
- الواجد — AL WAAJID — THE FINDER
- الماجد — AL MAAJID — THE NOBLE AND ILLUSTRIOUS
- الواحد — AL WAHID — THE ONE AND UNIQUE
- الأحد — AL 'AHAD — THE ONE AND ALL INCLUSIVE
- الصمد — AS SA-MAD — THE EVERLASTING AND SELF SUFFICIENT
- القادر — AL QAADIR — HE WHO HAS AUTHORITY AND IS MOST ABLE
- المقتدر — AL MUQTADIR — THE ONE WITH FULL POWER
- المقدم — AL MUQAD-DIM — HE WHO ADVANCES AND DEFERS
- المؤخر — AL MU'AKH-KHIR — THE DELAYER
- الأول — AL 'AW-WAL — THE FIRST
- الآخر — AL 'AAKHIR — THE LAST
- الظاهر — AZ ZHWAAHIR — THE MANIFEST, THE ALL VICTORIOUS
- الباطن — AL BAATIN — THE HIDDEN AND EVIDENT
- الوالي — AL WAALI — THE GOVERNOR
- المتعال — AL MUTA 'AALI — THE MOST EXALTED
- البر — AL BARR — THE SOURCE OF ALL GOODNESS AND KINDNESS
- التواب — AT TAW-WAAB — THE EVER ACCEPTING OF REPENTANCE
- المنتقم — AL MUN-TAQIM — THE AVENGER
- العفو — AL 'A-FUWW — THE PARDONER / FORGIVER
- الرؤوف — AR RA'OOF — THE COMPASSIONATE
- مالك الملك — MAALIKUL MULK — THE OWNER OF ALL SOVEREIGNTY
- ذو الجلال والإكرام — DHUL-JALALI WAL-IKRAAM — THE LORD OF MAJESTY AND GENEROSITY
- المقسط — AL MUQSIT — HE WHO IS JUST
- الجامع — AL JAAMI — THE GATHERER
- الغني — AL GHA-NIYY — THE INDEPENDENT THE SELF-SUFFICIENT
- المغني — AL MUGHNEE — THE ENRICHER
- المانع — AL MAANI — THE ONE WHO PREVENTS
- الضار — AD DAARR — HE WHO ALLOWS DISTRESS TO AFFLICT
- النافع — AN NAAFI' — THE BENEFACTOR HE WHO BRINGS FAVOUR
- النور — AN NOOR — THE LIGHT
- الهادي — AL HAADI — HE WHO GUIDES
- البديع — AL BADEE' — THE INCOMPARABLE
- الباقي — AL BAAQI — THE EVERLASTING
- الوارث — AL WAARITH — THE SUPPORTER THE INHERITOR OF ALL
- الرشيد — AR RASHEED — THE TEACHER / GUIDE TO THE RIGHT PATH
- الصبور — AS SA-BOOR — THE PATIENT

It has been narrated by Abu Hurairah ﷺ that Allahs Messenger ﷺ said:
Verily Allah ﷻ has ninety-nine names, hundred but one, he who memorises them will enter Paradise
[Bukhari & Muslim]

Ansarullah Norway 2013
Ansarullah Norway 2013
Ansarullah